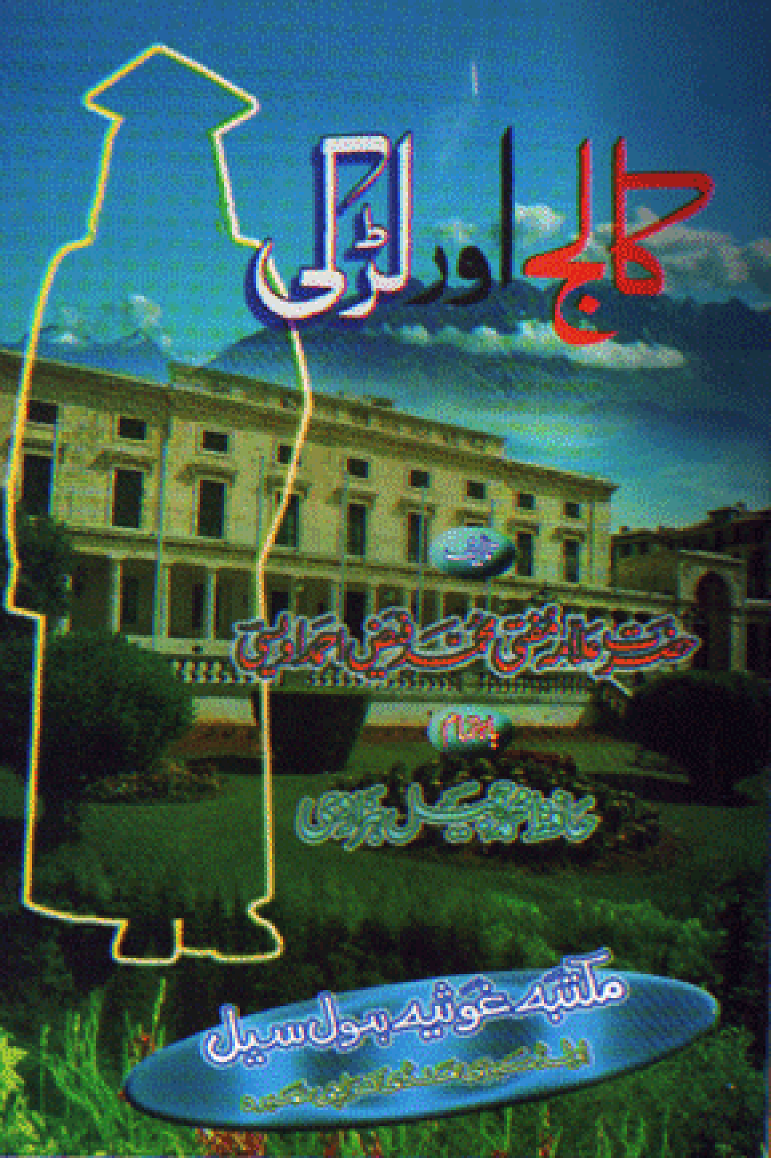
کالج اور لڑکی
مکتبہ غوثیہ ہول سیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

فقیر کی یہ تصنیف ایسی ہے کہ جیسے میلوں آگ کے بھڑکتے شعلوں میں ایک چھینٹا۔ لیکن اپنے مالک کریم کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں کہ وہ کریم اس چھینٹے سے کسی حصہ کو تو فائدہ پہنچائے گا۔ نیز ممکن ہے کہ اس سے بھڑکتے شعلے بجھ جائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ فقیر کی اس کاوش سے استفادہ نہ فرمائیں تو ناراض بھی نہ ہوں۔ کیونکہ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے اور حتی الامکان اسے اہل اسلام تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ مولیٰ کریم بطفیل حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قبول فرما کر عوام کیلئے مشعلِ راہ اور فقیر کیلئے توشہ راہِ آخرت بنائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ‘ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اجازت نامہ

امابعد! فقیر نے تیس سال پہلے اس رسالہ کو مرتب کیا۔ اس لئے اس میں اخبارات و دیگر مواد اس سال کے مطابق ہے۔ لیکن وسائل کی کمی نے اسے تیس سال انتظار کے کڑوے گھونٹ پلائے ایک عزیز نے اس کی اشاعت کیلئے حامی بھری، خوشی ہوئی لیکن افسوس اسی خوشی نے دو سال مزید پہلے سے زیادہ کڑواہٹ میں مبتلا رکھا۔

عزیزم مفتی محمد رفیق احمد درانی مدظلہ کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا تو ممکن ہے اصل مسودہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو خوش رکھے کہ انہوں نے مسودہ کی جان بچا کر باامن و سلامتی اصل مسودہ فقیر کے سپرد فرمایا۔ ادھر عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب قادری اویسی۔ عزیزم الحاج محمد احمد قادری عطاری سلمہما اللہ کے تقاضے در تقاضے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزیزانِ محترم کو سدا سلامت رکھے کہ یہ حضرات فقیر کی ہر تصنیف کو جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعی فرماتے ہیں۔ فجزا کھما اللّٰہ خیرا الجزاء ان کے ساتھ ہی عزیزم فاضل مولانا قاسم صاحب قادری مالک مکتبہ غوثیہ ہول سیل نزد پرانی سبزی منڈی محلّہ فرقان آباد کراچی باب المدینہ بھی اشاعت کیلئے کمربستہ ہوگئے۔

فقیر نے عزیزانِ گرامی سے اجازت لے کر تصنیف ھذا حضرت علامہ مولانا محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی مدظلہ العالی کے سپرد کر دی اور ان پر اعتماد بھی ہے کہ انہوں نے فقیر کے متعدد رسالے مثلاً امام حرم اور ہم، دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم شائع فرمائے اور نہایت ہی خوش اسلوبی اور محنت سے کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر کے رسائل بالخصوص اور ان کی دیگر مطبوعات کے تھوڑے دِنوں میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بلکہ غیر ممالک سے (عربی، انگریزی، اُردو) خطوط مبارک باد کے پہنچ رہے ہیں۔

فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکتبہ غوثیہ ہول سیل کو دِن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین) اور اس فقیر کی سعی قبول فرمائے فقیر اور ناشرین کیلئے توشہ آخرت اور عوام اہلسنّت کیلئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے (آمین) بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

باب المدینہ کراچی مکان حاجی بشیر احمد صاحب قادری

پیش لفظ

فقیر جب دیہاتی زندگی گزار رہا تھا تو قطعی طور پر اس معاملہ سے بے خبر تھا کہ اُمراء وعلماء ومشائخ کی بہو بیٹیاں کالج جیسے گندے ماحول کو جاتی تک نہ ہوں گی۔ کیونکہ میرے تصوّر میں ابھی تک وہ نظارہ نہیں بھولا جب بزرگانِ دین کے اعراس کی تقاریب وغیرہ کیلئے ان کے آستانوں پر حاضری دینے کو صاحبزدگان کی مستورات کو جب کہیں جانا ہوتا تو تمام تمام آستانوں کے جوان بوڑھے بچے کہیں دُور پھینک دیئے جاتے۔ جب تک کہ وہ مستورات کوکوسوں دور اور وہ بھی تانگے کو باہر سے بیشمار کپڑوں سے محفوظ کر کے لے جاتے تب کہیں ہمیں باہر نکالا جاتا۔ اسی طرح نوابانِ بہاولپور کی کیفیت تھی۔ لیکن جب سے شہری زندگی کا موقعہ ملا تو کالے نیلے برقعے بازار کے ہر دو کناروں کو پُر کر کے چلتے ہوئے نظر آئے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کی بہو بیٹیاں ہیں بلکہ ہمارے امیر خاندانوں کی لڑکیاں اور پھر علماء ومشائخ کی صاحبزادیاں ہیں۔ جو بڑے زور سے قہقہہ لگاتی ہوئی کالج، اسکول کو بھاگتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ نکلے۔ جگر کا خون دِل کو چیرتا ہوا نیم جان ہو کر رہ گیا کہ ہائے یہ ہیں ہمارے مسلمان!

ویسے دَورِ حاضر میں شریعت مطہرہ کے ہر معاملے کے متعلق مسلم قوم برسرِ پیکار ہے کہیں داڑھی کا مذاق اُڑایا جاتا ہے کہیں نماز پر پھبتیں اُڑائی جاتی ہیں کہیں کچھ کہیں کچھ۔

ان سب امور کا فرداً فرداً علاج مشکل ہے۔ نبض شناس طبیب حاذق حکیم ہمیشہ سے بیماری کے اصل مادہ فاسدہ کو دُرست کرنے کی تدبیر سوچتا رہتا ہے۔ اس ناقص نے قوم کی تمام بیماریوں کا مرکز کالج، سکول، سینما کے گندے ماحول کو سمجھا ہے۔ اُمید ہے کہ دانشورانِ قوم اور باسمجھ حضرات میری تائید کریں گے۔

پھر اس گندے ماحول میں لڑکی کی تعلیم حاصل کرنے اور پرورش پانے سے بہت زِیادہ مواد خراب ہو گئے اگر قوم ٹھنڈے دِل سے سوچنے کی زحمت گوارہ کرے تو معاشرہ کی تقدیر بدل سکتی ہے ورنہ مشکل ہے۔

اس لئے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے لیکن آج کل کا مسلمان اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سراسر خلاف فرنگی تہذیب سے مرعوب ومتاثر ہو کر اسی قلمی تعلیم کیلئے اپنی نوجوان لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ عورت کا باہر نکلنا ہی فتنہ وخطرہ کا باعث اور شیطان کے شکار کا آسان ترین ذریعہ ہے اور گھر سے باہر نکلنے والی عورت خصوصاً ناز وادا سے کتابیں اٹھائے نوجوان طالبہ کا شیطان کی زد سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔ نیز جب عورت کا نماز جیسی مہتم بالشان عبادت کیلئے مساجد میں آنا بند ہے تو قلمی تعلیم وانگریزی پڑھائی کیلئے اس کا اسکول کالجوں میں جانا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟

کاش طالبات کے والدین کو یہ معلوم ہو کہ اپنی بیٹیوں کی زندگی سنوانے کے خیال خام سے جو انہیں حصولِ تعلیم کیلئے اسکولوں کالجوں میں بھیجتے ہیں، انہیں اسکول و کالج آنے جانے کے وقت عموماً زہر آلود، ہوسناک اور حیا باختہ نظروں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ مغرب زدہ نوجوان و فلم زدہ اوباش لڑکے ان کا تعاقب کرتے اور ان پر آوازیں کستے ہیں اور انہیں گھورنا اور چھیڑنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسکولوں کالجوں میں انہیں مغرب زدہ استانیوں اور پروفیسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جس کے باعث طالبات میں ذہنی آوارگی و بے پردگی پیدا ہوتی ہے اور بے پردگی و آزادی۔ لڑکوں سے ملاقات و رقعہ بازی سینما دیکھنا اور فحش ناول و رسائل پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ طالبہ سے طوائف بن جاتی ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

پچھلے دِنوں طوائفوں کے ایک وفد نے وزیر قانون سے ملاقات کے دَوران کہا کہ وہ اگر چاہیں تو ٹیڈی لباس پہن کر اور کتابیں ہاتھ میں لے کر (طوائف) سے زِیادہ باعزّت کاروبار جاری رکھ سکتی ہیں۔ (کوہستان 12-1-1960)

طوائفوں نے اپنے اس جملہ میں حیا باختہ طالبات پر جو بھرپور طنز کیا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ اعلانیہ چکلے اٹھائے جانے سے پہلے طوائفوں کی طرف سے ایک یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ طالبات نے ہمارا کاروبار مندا کرادیا ہے اور انارکلی لاہور میں ایک شخص نے جب پڑھی لکھی مہذب خواتین و طالبات کی شوخی و بے پردگی کو دیکھا تو وہ اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ بازارِ حسن ہے؟ ساتھی نے کہا، نہیں جی، یہ انارکلی ہے۔ شخص مذکور نے کہا کہ ان نام نہاد تعلیمیافتہ و حیا باختہ لڑکیوں کی موجودگی میں بازارِ حسن و انارکلی میں کونسا فرق باقی رہ گیا ہے۔

ویسے بھی یہ ایک ظاہر حقیقت ہے کہ جو نوجوان و خوبصورت طالبات ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے ہوئے پرکشش و جاذب نظر رنگین لباس و فیشنی برقعوں اور ٹیڈی لباس و نائیلون کے دوپٹوں میں ملبوس اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں۔ ان کا مقصد اپنے حسن و آرائش کی نمائش اور مردوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کرنے کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے؟ اور جب ان کی طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہوگی تو دوسری طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہوگی تو ان کے ہم جنس مغرب زدہ طلباء نوجوانوں کی طرف سے اس پر لبیک کیوں نہ کہا جائے گا اور پھر اس دعوت لبیک کے امتزاج سے دوستانہ و برادرانہ اغوا و فرار اور زِنا و بدکاری کا بازار کیسے گرم نہ ہوگا۔ بہرحال طوائفوں کے قول کے مطابق طالبات کا ٹیڈی لباس پہننا اور دو کتابیں ہاتھ میں پکڑنا ناز و ادا سے نکلنا بھی چکلہ ہی کی ایک قسم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ طوائف کا اعلانیہ چکلہ اور کاروبار بدنام ہے۔ جبکہ حیا باختہ طالبات کا پرائیوٹ چکلہ وکاروبار مہذب و باعزت ذریعہ ہے اور اس پر نئی روشنی اسکول و کالج کی تعلیم کی مہر لگی ہوئی ہے۔ (ولاحول ولاقوۃ الا باللہ)

تحقیقی رپورٹ

یہ تو طوائفوں کے ایک بیان کے متعلق گفتگو تھی اور اگرچہ طالبات کی موجودہ بے پردگی اور آزادی کے پیش نظر اسے جھٹلانا آسان بات نہیں ہے۔لیکن پھر بھی چونکہ یہ طوائفوں کا بیان ہے اس لئے اس پر کسی کا شبہ کرنا بھی کچھ بعید نہیں۔لہٰذا ہم قوم کو متوجہ کرتے ہیں اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی غرض سے طوائفوں کے بیان سے ہم باوثوق تحقیقی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ کاش اس رپورٹ سے قوم کی آنکھیں کھل سکیں۔

روزنامہ کوہستان لاہور رقمطراز ہے کہ طوائفوں کی بحالی کے سلسلے میں معاشرتی بہبود سے وابستہ ماہرین نے جو رپورٹ تیار کی ہے اس کے بعض پہلو بہت چونکا دینے والے ہیں۔مثال کے طور پر اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی شامل ہے کہ لاہور کے اور دوسرے بڑے شہروں میں بعض ایسے قحبہ خانے بھی ہیں جنہیں غیر ملکی سرمایہ دار اور بااثر پاکستانی چلارہے ہیں۔ان کے علاوہ بعض طالبات، استانیوں، ٹیلیفون آپریٹر خواتین اور خانہ دار عورتیں بھی اسے پارٹ ٹائم کاروبار کے طور پر چلارہی ہیں۔ (12.1.60)

یوں تو مذکورہ رپورٹ کے سبھی حصے تشویشناک اور قابل غور ہیں۔لیکن چوں کے طالبات کا معاملہ زیادہ نازک وخطرناک ہے اور قوم میں اس وقت انگریز کی نقل میں لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھنے کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور انہی طالبات نے کل قوم کے بچوں کی مائیں بننا ہے۔اس لئے طالبات سے متعلق رپورٹ کا حصہ سب سے زیادہ غوروتوجہ کا مستحق ہے۔ یہاں تک کہ استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں ومغرب زدہ خانہ دار عورتوں کی بہ نسبت بھی طالبات کا معاملہ زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ استانیوں ٹیلیفون آپریٹروں قسم کی دیگر عورتوں کا سلسلہ بھی طالبات کی منزل سے گزر کر ہی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے طالبات کی نسبت اس قسم کی عورتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

اس رپورٹ کے علاوہ بھی بعض اوقات ایسی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہے۔جن سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ مغرب زدہ نام نہاد استانیوں کے متعلق بڑے آدمیوں کی خوشنودی کیلئے نہ صرف خود ان کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔ بلکہ طالبات کو بھی بطور تحفہ ان کے حضور پیش کرتی ہیں اور غور کیا جائے تو فرنگی ذہنیت وانگریزی تعلیم وتہذیب اور خدا سے بے خوفی وآزادی و بے پردگی کے ماحول میں ایسی باتوں کا وقوع میں آنا کچھ بعید نہیں۔اگرچہ کوئی صحیح الدماغ شخص ہر طالبہ، استانی، ٹیلیفون آپریٹر لڑکی اور اس طرح نرس، ایئر ہوسٹس اور مخلوط ومردانہ میں ملازم عورت کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ ضرور مشکوک وبدچلن اور بدکاری میں ملوث ہے۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ماحول بہر حال مختلف برائیوں کی آماجگاہ ہے اور شیطان کی وسیع شکارگاہ ہے۔مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی تمام جل کو گندہ کردیتی ہے۔تو جہاں کتنی مچھلیاں (مغرب زدہ طالبات واستانیوں) ہوں وہ جل (اسکول، کالج) کیونکر گندا نہ ہوگا ہاں اگر بڑی خوش قسمتی سے ناجائز تعلقات کسی کی ہوس کا نشانہ بننے سے بچ بھی جائیں تو بھی فرمانِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اس کا لکھنا سیکھنا اچھی پوشاک کے ساتھ اسکولوں کالجوں میں روزانہ آنا جانا اوباشوں کی قہر آلود نگاہوں کا نشانہ بننا اور فرنگی تہذیب ومغرب زدگی سے کچھ نہ کچھ متاثر ہونا یقینی امر ہے۔ حالانکہ یہ امور صراحۃً اسلامی مزاج وتعلیمات نبوی کے خلاف ہیں اور مسلمان لڑکی اور اس کے والدین کو ان کا ارتکاب کسی طرح بھی زیبا نہیں۔

کاش والدین اور حکومت ومحکمہ تعلیم اس صورت کا صحیح احساس فرمائیں اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں برائی کے سرچشموں اور خرابی کے رخنوں کو بند کرکے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا اسلامی طریقہ

ہندو پاکستان میں پہلے یہ دستور تھا کہ بچیاں جب ذرا سیانی ہو جاتی تھیں تو گھریلو مکتب ہی میں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ تعلیم کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی تھی اس کیلئے باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوتی۔ استانی کیلئے حسب حیثیت شیرنی کپڑوں کا جوڑا اور کچھ دوسرے تحائف پیش کئے جاتے ۔ اپنی حیثیت کے مطابق اعزاء واصحاب کو جمع کیا جاتا۔ ختم قرآن کی تقریب آمین کہلاتی تھی۔ اس دِن بڑی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ استانی کی خدمت میں تحائف پیش کئے جاتے تھے۔ دعوتیں ہوتی تھیں اور عام طور پر اس تقریب میں سبحان من یرانی کے عنوان سے ایک طویل نظم پڑھی جاتی تھی۔ یہ رسوم اب بھی کہیں کہیں زندہ ہیں۔ تحفہ تحائف کے سوادِینی تعلیم کی کوئی فیس کچھ نہ ہوتی تھی۔ بلکہ تمام کام لوجہ اللہ ہوتے تھے۔ سر سیّد احمد خان نے ایک سپاس نامہ کے جواب میں کہا تھا کہ میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں کو دیکھا ہے۔

ایک وہ جو ہماری ماؤں اور خالاؤں کی ساتھی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھا وہ سب پڑھنا جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھیں جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں نے خود گلستان کے چند سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنائے ہیں۔

دوسرا گروہ میری، ہمعصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں ان کی تعلیم کا طریقہ میں نے دیکھا کہ رِشتہ داران قریب میں سے کوئی معزز اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کیلئے منتخب کیا جاتا تھا اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کیلئے جمع ہوتی تھیں۔ اس مکان کا ایک ٹکڑا جو ایک دالان ہوتا تھا، بطورِ مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا۔ اس میں تخت بچھے ہوئے ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں اور استانی پڑھاتی تھیں اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر ان لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں۔

تیسری قسم کی وہ لڑکیاں جو میرے سامنے بچیاں تھیں اور اب بڑی ہوگئی ہیں۔ ان کی تربیت بھی اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔ پہلے زمانے میں عورتوں کو لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا۔ صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت ہوتا تھا۔ نماز کے وقت سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک اپنے پڑھنے میں مصروف رہتی تھیں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد اپنے گھروں میں چلی جاتی تھیں۔

ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے جن کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ جو علوم اس زمانے میں عورتوں کیلئے مفید تھے وہی اس زمانے میں بھی مفید ہیں۔ وہ علوم صرف دینیات اور اخلاق کے تھے۔ اس زمانے کی لڑکیاں قرآن پڑھتی تھیں۔ نماز روزہ کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی اس کو قصص الانبیاء، حکایات اولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی جاتی تھیں۔ جس زمانے میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اُردو میں نہ ہوا تھا اور لڑکیوں نے حدیث پڑھنے کا شوق کیا تھا۔ ان کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ شریف پڑھایا جاتا تھا اخیر زمانے میں اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور حصن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل ہوتا تھا۔ بعض لڑکیوں نے ملفوظات نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھ لئے تھے۔ صرف ایک عورت سے واقف جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی مگر اس کی ہمجولیاں اس سے کہتی تھیں کہ بوا اس سے کیا فائدہ ہے؟ کوئی خدا اور رسول کی کتاب پڑھو۔ یہی عمدہ طریقہ تعلیم کا تھا۔ جس سے لڑکیوں کے دِل میں حیاء شرافت نیکی خدا ترسی رحم محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دِین و دُنیا کی بھلائی کیلئے کافی تھی اور دینی تعلیم سے آراستہ انہیں پاکباز خواتین کی گود میں وہ فرزندان اسلام پروان چڑھتے تھے جو باطل کا منہ اور تاریخ کا رُخ پھیر دیتے تھے۔

غلط طریقہ

ہندو پاکستان میں آج کل یہ فیشن ہے کہ جب بچیاں ذرا سیانی ہوتی ہیں تو چاہے کتنا ہی فاصلہ ہو، انہیں کسی عیسائی یا نام نہاد مسلم انگریزی اسکولوں میں داخل کرا دیا جاتا ہے اور یہ بچیاں بسم اللہ اور آمین کے مقدس روحانی ماحول کے بجائے فرنگی ماحول میں پروان چڑھتی ہیں۔ تعلیم حاصل کریں یا نہ کریں انگریزی تہذیب کے اثرات ان میں ضرور سرائیت کر جاتے ہیں اور جوں جوں یہ لڑکیاں جوان ہوتی ہیں انگریزی تعلیم وتہذیب سے شدید طور پر متاثر ہوتی جاتی اور اپنی مغرب زدہ معلمات واستانیوں اور مختلف گھرانوں کی فیشن ایبل لڑکیوں کی فیشن پرستی انگریزی ذہنیت اور آزادی وامارت کا ان پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ اسکول وکالج کی جتنی بڑی جماعتوں میں پہنچتی ہیں بالعموم اسلامی تہذیب سے دُور اور فرنگی تہذیب سے قریب تر ہوتی جاتی ہیں۔ یہ نوجوان وقریب البلوغ لڑکیاں اور اسکول وکالج کی طالبات بناؤ سنگھار کر کے مختلف ناز وادا کے ساتھ کتابیں اٹھائے اور قلم ہاتھ میں لے کے اور جاذب نظر باریک وتنگ لباس فیشن ایبل جالی والی نیلے کالے برقعے وغیرہ کے دوپٹوں میں بسوں کاروں گاڑیوں میں سوار ہو کر یا پیدل یا کوچوانوں کے ذریعہ تانگوں میں بیٹھ کر اسکول وکالج پہنچتی ہیں اور اسکول آتے جاتے وقت ان آزاد لڑکیوں کے ہم جنس بیباک لڑکے راستہ میں ان کا تعاقب کرتے ہیں انہیں زہر آلود ہولناک شہوانی نظروں سے گھورتے

ان پر آوازیں کستے سیٹیاں بجاتے اور انہیں دیکھ کر فلمی گانے گنگناتے ہیں اور بعض اوقات سائیکل واسکوٹر وغیرہ پر اسکول و کالج اور گھر پہنچنے تک ان کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ روزمرہ کی اس چھیڑ چھاڑ، میل ملاپ بکثرت، لڑکیاں گمراہ و بے راہ ہو کر آوارہ فرار اور اغواء ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جہاں آراستہ و پیراستہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کا بن سنور کر نکلنا اور دعوت نظارہ دینا مردوں کے قلب و نظر کی گمراہی کا سبب ہے۔ وہاں عورتوں پر پڑنے والی نظریں بھی شرافت و فساد سے خالی نہیں ہوتیں اور جب مردوں اور عورتوں خصوصاً نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی نظریں باہم دوچار ہوں اس وقت شہوانی و ہیجانی جذبات میں ہیجان و ذہنی آوارگی و بے راہ روی پیدا ہونا ایک ظاہری سی بات ہے۔ الغرض لڑکیوں کا بن سنور کر آزادانہ گھر سے باہر نکلنا ہی فتنوں کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے معاشرے میں مختلف برائیاں پھیلتی ہیں اور ایسی عورتیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر آوارہ بھیڑ کی طرح جہاں چاہیں گھومتی پھرتی ہیں۔ چنانچہ اسکول و کالج میں جانے والی طالبات میں سے بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو اسکول و کالج اور ٹیوشن وغیرہ کے بہانے سے گھر سے نکلتی ہیں اور اپنے دوست لڑکوں (بوائے فرینڈز) کے ساتھ رقعہ بازی و ملاقات کرتی ہیں۔ سینما جاتی ہیں۔ بک اسٹالوں پر ناول اور خراب اخلاق رسائل خریدتی ہیں اور بازاروں میں دکانداروں کے پاس شاپنگ کرتی ہے۔ نادان و بے حس والدین کو اس وقت پتا چلتا ہے جب معاملہ خطرہ جان بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ کالجوں کا عملہ مرد کلرکوں اور مغرب زدہ نوجوان پر مشتمل ہوتا ہے اور ویسے بھی ہر زنانہ اسکول و کالج کا محکمانہ طور پر کسی نہ کسی طرح مردوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے مرد و زن اور معلمات و طالبات کے باہمی میل ملاپ سے مختلف غیر اخلاقی حرکات کا ظہور ہوتا ہے اور آئے دن ناگفتہ بہ شرمناک واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک گرلز اسکولوں کالجوں میں تعلیم کا تعلق ہے یہاں طالبات کو انگریزی ماحول میں انگریزی تعلیم ہی نہیں دی جاتی (جو بجائے خود قابل اعتراض و کئی قبائح پر مشتمل ہے) بلکہ ان نام نہاد تعلیمی اداروں میں باقاعدہ ڈرامے اور قوالی و ناچ گانے کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں لڑکیاں مختلف سوانگ بھرتی ہیں اور انہیں ناچ گانے اور قوالی و تالی کی تربیت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے چندہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ نیز نشانے بازی و کھیلوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں لڑکیاں پریڈ کرتی، اچھلتی، کودتی، دوڑتی بھاگتی، چھلانگیں لگاتی اور سائیکلیں چلاتی ہیں۔ ڈراموں اور کھیلوں کے علاوہ طالبات لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر فرماتی اور داد و تحسین دیتی ہیں اور ان تمام زنانہ تقاریب میں مختلف مرد مہمان کی حیثیت سے تشریف لاتے ہیں۔

انگریز نے برصغیر میں برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے زیادہ اہمیت جس مسئلہ کو دی وہ مسئلہ تعلیم کا تھا۔ انگریز غاصب و ظالم حکومت نے یہاں کے نظام تعلیم میں غلط اقدامات کئے اور زبانِ تعلیم، نصابِ تعلیم، طرزِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کو یکسر تبدیل کر دیا اور اس تبدیلی کے نتیجے میں وہ مسلمانوں ہی میں سے ایک ایسا طبقہ تیار کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو گئی جو نہ شکلاً مسلمان تھا اور

نہ روح وقلب کے لحاظ سے اور جب انگریز برصغیر سے رُخصت ہورہا تھا تو وہ مطمئن تھا کہ اس دریت فسق وعصیان کی ترویج کیلئے موجود ہے۔ فرنگی نظام تعلیم نے ہماری قومی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا تھا اور معاشرے کی چار دیواری کو ہر طرف سے کونپل لگائے تھے۔ ایک حجاب وحیاء ہی کے مسئلہ کو لیجئے دفعۃً پردہ اُٹھا ہم صدیوں ایک ایسی قوم۔۔۔ ہنود پر حکمران رہے جس کی خواتین کی اکثریت پردہ نشینی کے فیوض سے محروم رہی اور بے ضرورت ہم نے اس قوم کی بہت سی رسوم ورواج کو قبول بھی کیا مگر اس کی بے پردگی ہمیں کبھی بھی اپیل نہ کرسکی۔ لیکن آقائی پھر آقائی ہے اور غلامی آخر غلامی ہے اور وہ بھی ایک زیرک وعیار آقا کی غلامی! اس نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا بس دوسروں کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ اس نے بزور قانون وجبر حکومت نہ آپ کا لباس بدلہ نہ زبان بدلی صرف بزور تعلیم دل بدل دیئے۔ لیکن......

وہ کیا بدل گئے میری دنیا بدل گئی!!

دِل ودماغ کا انقلاب ہی تو اصل انقلاب ہوتا ہے۔ اب ہمارا مغرب زدہ طبقہ جو بات سوچتا تھا۔ فرنگی دماغ سے سوچتا تھا۔ اس کی پسند وناپسند کا معیار اور ردوقبول کا پیمانہ مغرب اور صرف مغرب ہوکر رہ گیا تھا۔

۱۹۴۷ء تقسیمِ ہند تک بے حجابی وبے حیائی کا یہ مرض گنتی کے چند گھرانوں تک محدود تھا۔ تقسیم کے فوراً بعد یہ مرض وبائی امراض کی طرح پھیلا۔ جنگ آزادی ختم کی تو عورتوں نے جنگ آزادی کو ابھارا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس جنگ میں پرچم بن کر لہرانے لگا۔

اب صرف مغرب زدہ طبقہ کی قید نہ رہی اچھے خاصے قدامت پسند گھرانوں کی مستورات اس یورپین فلو کا شکار ہوگئیں۔ اس سیلاب کا بہاو محلات کی چار دیواروں سے ٹکراتے ٹکراتے اب جھونپڑیوں کی لکڑیوں سے بھی ٹکرانے لگا۔ جیسے......

آگ اس گھر میں لگی ایسی کے جو تھا جل گیا

ہائے یہ اس قوم کی داستان ہے کس کی فاطماؤں اور عائشاؤں کی ہی نہیں عثمانوں کی حیاء بھی ضرب المثل ہے ۔

آسماں راحق بودگر خوں بیارد دیر زمیں

مگر ابھی پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ابھی بات قابو سے باہر نہیں ہوئی ہے اور......

تیرے بیمار میں کچھ جاں ابھی باقی ہے

لہٰذا میرے رسالہُ ھٰذا کے مطالعہ سے پہلے یا بعد میں کوئی مردمیدان جو کہ فقیر کی روتی آنکھ ہنسادے یا بارگاہِ حق میں دین حق کی ڈوبتی کشتی کنارے پر لگادے وہ اس پر بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سنہری تمغہ حاصل کرے گا۔ اِن شاءَ اللہ تعالیٰ

مشائخ عظام و گدی نشین صاحبان سے اپیل

حضرات آپ کے صرف ایک اشارے سے یہ مشکل حل ہوسکتی ہے کہ آپ اپنے مریدین معتقدین متعلقین متوسلین سے فرمادیں کہ جس کی بہو بیٹی اسکول، کالج میں پڑھتی ہوگی ہم نہ اس کے پیر ہیں، نہ مرشد، نہ اسے تعویذ دیں گے، نہ اس کی دعوت کھائیں گے اور نہ اس کے گھر جائیں گے بلکہ مکمل طور پر بائیکاٹ ہوگا۔

اسی طرح علماء کرام اپنا اثر رسوخ استعمال کریں بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی سخت مذمت کریں۔

یونہی اُمراء اپنی کاروائیاں اس طرف مبذول فرمائیں کہ اس بیماری کی جڑ کٹ جائے لیکن میں سمجھتا ہوں......

ایں خیال است و محال است و جنون

تمہید

الحمد للّٰہ الذی ارشد نا الی الھدی و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

محمد المصطفیٰ و علیٰ آلہٖ اصحابہ براذۃ التقی النقی

امابعد! اگر چہ اس عاجز کو اس تالیف سے ہر چار سُو سے بجائے شاباس کے طعن و تشنیع نصیب ہوگی۔ ممکن ہے کہ بعض تلخ مزاجوں سے مجھے اذیّت بھی پہنچے۔لیکن ؎

فَاِنّ ابی و والِدتی و عرضِی　　　بعرض محمّد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مِنکم وَقاء

کیونکہ قاعدہ ہے کہ بے خبر بیمار کو اگر کڑوی دوائی پلائی جائے تو وہ بجائے دعاؤں کے گالیوں سے نوازتا ہے اور جن بیماروں کا یہ عاجز علاج کرنا چاہتا ہے وہ اگر چہ دَورِ حاضر میں بڑے دانا اور ذی شعور سمجھے جاتے ہیں لیکن چونکہ انہیں مغربیت نے ایسا لاشعور بنایا ہے کہ وہ الٹا اس بیماری کو اپنی صحت وتندرستی سمجھتے ہیں اور پھر ظلم تو دیکھو کہ جن علماء و مشائخ کو ہم ایسی بیماریوں کے طبیب مانتے تھے وہ بھی مغربیت زدہ ماڈرن مسلم سے مرعوب ہو کر بجائے ناصح بننے کے خود بھی اس بیماری میں نہ صرف مبتلا ہو گئے بلکہ اس بیماری کو عام کرنے کیلئے ان کے معین و مددگار بن بیٹھے۔ اگر وہ معمولی مولوی ہوتے تو بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ تو وہ حضرات ہیں جنہیں دُنیا سلامتی کا قلعہ اور علمی مرکز مانتی ہے ۔ایک بڑے عالم دین اور دین کے مرکزی مولوی کی لڑکی کا کالج میں پڑھنے کا دیکھ کر آنکھ سے خون کے آنسو بہہ نکلے اور زبان پر بے ساختہ یہ مصرعہ جاری ہوا ؎

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

فقیر چونکہ ملک و ملّت کا خیر خواہ ہے بنابریں چند سطور ارباب ملک و ملّت کی خدمت پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

شائد کسی دل میں اتر جائے میرا سخن

دور حاضر کے لوگوں سے تعجب بھی ہے کہ ادھر تو معاشرے کے فساد کا رونا روتے ہیں اور ادھر معاشرے کی خرابیوں کے نہ صرف معاون بنتے ہیں بلکہ معاشرے کی خرابیاں بتانے والے سے جنگ کرتے ہیں۔ آج کل کے ماڈرن مسلم کی نظروں میں مولوی کیوں حقیر ہے وہ صرف اسی لئے کہ وہ معاشرہ کی خرابی کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہے بلکہ چاقو لے کے گندے عضو کو کاٹنے کے درپے ہے۔ بھلا کون نہیں جانتا کہ ؎

تپ دق سے ہے مہلک وباء　　فتنہ کالج وسود و سینما

چونکہ اس وقت میرا روئے سخن تعلیم نسواں ہے۔ بنابریں اس پر چند ایک لمحات وقف کرتا ہوں کہ خدا کرے مجھے حق کہنے کی توفیق نصیب ہو۔ قارئین کرام کو سمجھنے کی اور پھر مجھے اوران کو عمل کی توفیق کا شرف ملے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

مقدمہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عنایت فرمایا ہے۔ منجملہ اس کی یہ بھی بتایا کہ اُمت میں سب سے بڑا فتنہ عورت ہے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ما ترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النسا (بخاری ومسلم)

میں سب سے بڑا فتنہ مردوں کیلئے عورتوں کو ہی چھوڑ کر جارہا ہوں۔

مولوی قطب الدین صاحب مظاہر حق جلد۲ اور صفحہ نمبر ۱۰۹ میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور عورتون کے فتنہ کا بعد حضرت کے ہوا حضرت کے زمانہ میں ایسا نہ تھا اس لئے کہ اس وقت غلبہ حق تھا اور بعد حضرت کے غلبہ باطل کا ہوا اور فرمایا کہ

فاتقوا الدنیا و اتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء (رواہ مسلم)

یعنی دنیا اور عورتوں سے ڈرو اس لئے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا۔

کس کو معلوم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے غمخوار و غمگسار ہیں اور پھر اپنی امت کی ہر چھوٹی بڑی نیکی سے صرف خوش نہیں ہوتے بلکہ ترغیب در ترغیب فرماتے ہوئے کوتاہی کرنے والوں سے سخت اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن عورت کو بہت بڑی اہم نیکی سے روک دیا تو صرف اس لئے کہ کہیں معاشرہ بگڑ نہ جائے۔ چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے ساتھ نماز باجماعت پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن **صلوتک فی بیتک خیر من صلوتک فی حجرتک و صلوتک خیر من صلوتک فی جارِک و صلوتک فی جارک خیر منْ صلوتک فی مسجد قومِک و صلوتک فی مسجد قَومک خیر من مسجدِی** یعنی تیرا اپنے گھر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی دار میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی دار میں نماز پڑھنا اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس ارشاد کو سن کر اُم حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز کی جگہ بنائی اور آخر وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (الترغیب والترھیب)

غور فرمایئے کہ

☆ نماز باجماعت اکیلی نماز سے ستائیس درجہ زائد ثواب رکھتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

☆ پھر مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا ثواب۔ (مشکوٰۃ)

☆ اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کہ جس کیلئے سادات انبیاء علیہم السلام ہزاروں سال آرزو میں رہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بی بی اُمِ حمید سے ترک کرا دیا تو صرف اصلاح معاشرے کی خاطر اور پھر اندازہ لگایئے کہ کہاں وہ صحابیہ اور کہاں آج کل کی لیڈی۔

اسی طرح عورت کو جہاد، عیدین، جنازہ، خطبہ جمعہ، اذانِ تکبیر سے روکا گیا بلکہ حج اگرچہ فرض ہے لیکن جب تک محرم ساتھ نہ ہو حج کیلئے بھی نہیں جاسکتی۔ اس میں ایک باریکی یہ بھی ہے جو صرف اہل شرع کو معلوم ہے کہ ہم مردوں کو مذکورہ بالا امور ادا کرنے کے بعد بھی موجودہ اجر وثواب کی امید کم ہے کہ شاید قبول ہو یا نہ ہو۔ لیکن وفادار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصمت کی محافظ عورت کو پردہ کے تحفظ اور گھر میں بیٹھنے پر مذکورہ اجر وثواب اپنے ذِمہ کرم فرمالیا۔ صرف اس لئے کہ عورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ کاش ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر دَورِ حاضر کی بیباک کالج جانے والی خاتون یا اس کے سرپرست عبرت لیں۔ آج ہماری خواتین اس لئے بیباک ہیں کہ ہم نے ان کی نیک تربیت سے ہاتھ اٹھالیا اور پھر انہوں نے اس گندے ماحول میں پرورش پائی جہاں ناموس وعزت کا پردہ چاک کیا جاتا ہے۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ بچے پیدا ہوتے ہی نہ عربی ہیں نہ عجمی اور نہ ہی ہندی ہیں نہ پنجابی۔ بلکہ ان کی زبان جدھر موڑو گے وہی بولی بولیں گے۔ اسی طرح ہماری اولاد پیدا ہوتے ہی طریق اسلام پر ہوتی ہے پھر صحبت اور ماں باپ کی تربیت کے کرشمے ہیں کہ کوئی غوثِ جیلانی بن جاتے ہیں، کوئی گنج شکر اور کوئی نظام الدّین اولیاء اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابوا یهودانه او ینصرانه اور یمجسانه** (الحدیث مشکوٰۃ) ہر بچہ فطرۃً اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یا یہودی بنالیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاد کی تربیت کا یوں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ **اولادكم با الصلوة و هم ابناء سبع سنين و اولادهم عليها و هم ابنا عشر سنين و فرقوا بينهم بالمضاجع** (مشکوٰۃ)

یعنی جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا کہو اور جب ان کی عمر دس سال ہوجائے اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ۔ جب دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر علیحدہ کردو، یہ ہے اسلامی تربیت۔ لیکن افسوس کہ آج کل ہمارے مسلم بھائی اوّلاً تو خود نمازی نہیں اور کئی ایسے بھی ہیں جو خود تو کبھی کبھار یا مستقل طور پر نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن اولاد کو بالکل ہی آوارہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اولاد الٹا اپنے باپ کی دشمنی میں خوش ہوتی ہے پھر وہ زندگی وبال جان ہوتی ہے اور بس۔

باب اوّل　　　قرآن مجید

کالج اور اسکول کی تعلیم میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی بے پردگی ہے۔ اگر مسلمان اس بے پردگی کی بے ہودگی پر غور فرمائیں تو دور نہیں کہ اپنی بچیوں کو کالج واسکول بھیجنے سے باز نہ آئیں۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان ایک پاؤ گوشت دکان سے خرید کر بڑی حفاظت کے ساتھ گھر لاتا ہے۔ لیکن اس پر حیرانی ہے کہ وہ اپنی پیاری بچی کی ڈیڑھ من لاش کو کتوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے دھکیل دیتا ہے۔

فقیر اس باب میں پردہ کی اہمیت کے متعلق قراان و احادیث کے ارشادات عرض کرتا ہے۔ عورت چونکہ خود عورت ہے اس لئے اس کے پردہ کرنے اور گھر میں بیٹھنے کی سخت سے سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

یٰنساء النّبی لستن کاحد من النساء انِ اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا ۝ و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصّلاۃ وآتین الزکاۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۝ واذکرن ما یتلی فی بیوتکنّ من ایٰت اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفا خبیرا (پارہ ۲۲، رکوع ۱)

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دِل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت کی نرم کلامی وشیریں بیانی سے دِل کا روگی غلط اثر لے سکتا ہے۔ اس لئے مسلمان عورت کو یہی حکم ہے کہ اگر کبھی کسی غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنجیدہ اور معقول طریقے سے بات کرلے کہ سننے والا نہ کوئی غلط تاثر قائم کرسکے اور نہ اسے کوئی غلط خیال لانے کی جرأت ہوسکے۔ چونکہ عورت کی آواز سے فتنہ وخطرہ کا احتمال ہے اسی لئے ضرورت صحیح اور عذر شرعی کے علاوہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ جس کی بناء پر اس کے لئے اذان، قرأت، امامت اور خطبہ وغیرہ جیسے نورانی امور بھی ممنوع و ناجائز ہیں۔ جب عورت کی آواز کی ازروئے اسلام وقرآن یہاں تک پابندی ہے تو جوان اور فیشن ایبل طالبات ومغرب زدہ بیگمات کا اسکول کالج کے ڈرامے، مباحثے، مشاعرے، ویڈیو، اسمبلی اور اجلاس وکلب وغیرہ میں شریک ہونا، ناچنا، گانا، اشعار پڑھنا، بطور نرس ہسپتال میں بیماروں اور بطور ایئر ہوسٹس ہوائی جہاز میں مسافروں کے ساتھ میٹھی باتیں کرنا اور ان کا دل لبھانا کیونکر نا جائز وحرام اور خدا جل جلالہ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی وغضب کا باعث نہ ہوگا۔

عورت کیلئے گھر کی چار دیواری میں رہنا، نماز، زکوٰۃ کی پابندی کرنا، خدا اور رسول کا حکم ماننا ضروری اور بے پردہ رہنا منع ہے اور اس کے برعکس طالبات کا اسکولوں کالجوں دفتروں وغیرہ میں جانا، نماز و زکوٰۃ کی پابندی نہ کرنا، خدا و رسول کا حکم نہ ماننا اور پردہ کی پرواہ نہ کرنا اسلام وقرآن کے خلاف سخت جرم و گناہ ہے۔ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم فرما کر انہیں کے متعلق بالخصوص ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت یاد کریں لہٰذا طالبات کا اس حکم و ارشاد کے برخلاف روزانہ گھروں سے باہر نکلنا اور گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت (سنت) پڑھنے کے بجائے اسکولوں کالجوں میں جانا اور مروجہ انگریزی تعلیم اور لکھنا وغیرہ۔ سیکھنا صریحاً خدا تعالیٰ کی نافرمانی وقرآن پاک کی خلاف ورزی ہے ارشاد مذکورہ میں عورتوں کیلئے مقام تعلیم ان کا گھر اور نصابِ تعلیم کتاب و حکمت مقرر فرمایا گیا ہے۔ (واللہ الہادی والموفق)

نوٹ...... یاد رہے کہ آیتِ مذکورہ میں اگرچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات واُمہات المؤمنین کو خطاب ہے۔ لیکن اس کا حکم تمام امت و اہل اسلام عورتوں کیلئے عام ہے ویسے بھی ازواج مطہرات کے اتنے بلند منصب و امہات المومنین ہونے کے باوجود جب ان کیلئے اتنی پابندی وتاکید ہے، تو عام عورتوں کیلئے تو بدرجہ اولیٰ ان احکام کی تعمیل اور پابندی و احتیاط ضروری ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان لوگوں کے دِلوں کو فائدہ دیں گی جن کے دل صاحب قرآن سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا کہ

یاایھا النبی قل لازواجِک و بناتک و نِساء المؤمنین یدنین علیھن من جلا بِیبھنّ (پارہ ۲۲، رکوع ۸)

یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! اپنی بیٹیوں اور بیٹوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اور گھونگھٹ نکال کر باہر جائیں۔

فائدہ...... تفاسیر میں ہے کہ اس آیت کے نازِل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بوقتِ ضرورت چادر سے تمام منہ ڈھانپ کر سر اور منہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کیلئے کھلی رہتی تھی۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصّلاۃ واتین الزکاۃ واطعن اللّٰہ ورسولہ

اے نبی کی بیبیو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (پارہ ۲۲، رکوع ۱)

فائدہ...... اسی حکم کے پیش نظر اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج فرض ادا ہونے کے بعد دوسری مرتبہ حج کو جانے کے بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی اور آخر وقت تک باہر نہیں نکلی تھیں۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے نہ کہ اسکول وکلب وغیرہ اور فرمایا کہ

واذا سالتموھن متاعا فاسالوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن

یعنی اے صحابہ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں تمہارے اور انکے دلوں کی زیادہ ستھرائی ہے۔

فائدہ...... اس آیت میں ازواجِ مطہرات کو پردے میں رہنے اور حضرات صحابہ کو بوقت ضرورت پردے کے باہر سے عرض کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے جس سے عام مردوں عورتوں کے مابین پردہ کی ضرورت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

و قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدِین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن

یعنی اور مسلمان عورتوں کو فرمادو کہ غیر مردوں سے اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر برقع و چادر جو اوپر سے مجبوراً خود ہی ظاہر ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

فائدہ...... چونکہ عورت کے جسم میں سینہ کا ابھار زیادہ نمایاں و جاذب نظر ہوتا ہے۔ اس لئے پردہ کا عام حکم کے علاوہ سر منہ اور گردن کے ساتھ سینہ چھپانے اور گریبان ڈھانپنے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ تاکہ یہ باتیں وسوسوں اور خطرات اور فتنوں کا موجب نہ بنیں۔ مرد و عورت کی نفسیات کو وہی جانتا ہے جو یہ حکم فرما رہا ہے اور فرمایا کہ

ولا یضربن بار جلھن لیعلم ما یخفین من زینتھنّ

اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ زیور (پارہ ۱۸، رکوع ۱۰)

فائدہ...... چونکہ عورت کے زیور کی آواز بھی غیر مرد کے نفسانی جذبات میں ہیجان کا باعث ہو سکتی ہے اس لئے عورت کو حکم فرمایا کہ اس طرح نہ چلے کہ زیور کی آواز بلند ہو جب عورت کے زیور کی آواز کا اتنا پردہ ہے تو خود اس کی آواز اور جسم کا پردہ کتنا ضروری ہے۔

اور فرمایا کہ **والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة و ان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم** یعنی اور خانہ نشین عورتیں جنہیں بڑھاپے کے باعث نکاح کی آرزو نہیں رہی ان پر گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے (برقع و چادر) اتار رکھیں۔ جبکہ بناؤ سنگھار نہ چمکائیں اور اس سے بچنا اور بالائی کپڑے پہنے رہنا ان کیلئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ...... ایسی بوڑھی عورتیں جنہیں نہ خود نکاح کی خواہش ہو نہ مردوں کو ان میں رغبت ہو چونکہ یہاں شہوانی خیالات کا محل نہیں اس لئے عورتیں زائد بالائی کپڑے برقع و چادر اُتار دیں تو گناہ نہیں لیکن ان کیلئے بھی اس سے بچنا بہتر ہے اس سے پردہ کی اہمیت اور جوان عورتوں کیلئے پردہ کی پابندی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان دلوں کو فائدہ دیں گی جن کا دِل صاحب قرآن سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہے جو سرے سے احکام خداوندی و اِرشادات نبوی سے بے نیاز ہے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

شب معراج کا منظر

١...... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عورتیں دوزخ میں زیادہ ہیں اور بہشت میں تھوڑی۔ (مشکوٰۃ)

٢...... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور جائز اُمور میں اپنے خاوند کی اِطاعت کرے، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

٣...... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتی اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کیلئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش کا مظاہرہ کراتی ہیں۔

٤...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی غیر مرد عورت کیساتھ تنہائی میں نہ ہو کیونکہ تیسرا انکے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

فائدہ...... غیر مرد و عورت کی تنہائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف سخت خطرہ کا باعث اور شیطان کی شیطنیت کا آسان موقع ہے۔ یاد رہے کہ ہر غیر مرد کیلئے یہی حکم ہے وہ کوئی عام شخص ہو، غیر محرم رشتہ دار ہو، یا کوئی صوفی ہو، یا مولوی یا پیر ہو۔ (العیاذ باللہ)

عورت کا مصافحہ

اُمّ المؤمنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس عورت کو بیعت کرتے اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کیا خدا کی قسم سلسلۂ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کیساتھ نہیں چھوا۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کے موقع پر عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انی لا اصافح النساء یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (موطا امام احمد)

فائدہ...... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے آقا و مولا اور باپ ہونے کے باوجود جب اتنی احتیاط فرمائی کہ...... اور آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا بلکہ آپ نے خود فرمایا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ تو اور کسی کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کے ساتھ چھوئے اور آپس میں مصافحہ بازی کی جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب زدہ تعلیم یافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مردوں (مسٹروں) کے ساتھ مصافحہ کرنا اور مرید عورتوں کا پیروں اور پیرزادوں اور صاحبزادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا ان کی دست بوسی کرنا اور ان کے پاؤں دبانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و طریقہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔

شفیق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور شفیق اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اِصلاح کیلئے اپنے ارشادات میں جامع اور مختصر نسخے تجویز فرمائے ہیں۔ اسی طرح اصلاحِ معاشرہ پر عورت کے متعلق اصلاحی پہلو پر ارشادات بھی فرمائے ہیں وہ قابل صد تحسین و آفرین ہیں منجملہ ان کے تعلیم و کتابت نسواں بھی ہے۔ارشادات ملاحظہ ہوں۔

عورت گھر میں رہے

عورت گھر میں رہنے اور پردہ کی چیز ہے، پس عورتوں کو گھروں میں قید رکھو بیشک عورت جب گھر سے باہَر نکلتی ہے تو اس کے گھر والے کہتے ہیں کہاں کا اِرادہ ہے وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت ومیت کی تعزیت کیلئے جا رہی ہوں، پس اس نیک کام میں جانے کے باوجود شیطان بہکانے اور پھسلانے کیلئے اس عورت کے ساتھ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ شیطان کے وسوسہ سے وہ اپنا ہاتھ وغیرہ بے پردہ نکالتی ہے (سن لو) عورت کو عیادت تعزیت وغیرہ کسی نیک کام میں اللہ کی ایسی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی جیسی گھر بیٹھ کر اللہ کی عبادت (اور جائز کام میں) خاوند کی اِطاعت کر کے حاصل کر سکتی ہے۔ (کتاب الزواجر لابن حجر)

فائدہ..... آج کل کی خاتون تو اسے قید وحبس سے تعبیر کرتی ہے لیکن وہ بیبیاں کہ جن پر آج ملک وملت کو ناز ہے وہ اس پردہ اور گھر سے باہر نہ جانے کو اپنے لئے دین ودنیا میں اعلیٰ سرمایہ سمجھتی تھیں۔

صرف دو حوالے لیجئے۔

۱..... حضرت سیّدہ سودہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج فرض ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ سے دوبارہ حج کیلئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ جہاں تک حج فرض کا تعلق ہے وہ میں ادا کر چکی ہوں۔ خدا کی قسم اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں خدا کی قسم اس کے بعد آخر وقت تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (درمنثور)

۲..... اُم الخیر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دختر نیک اختر کے متعلق فرماتے ہیں کہ میری لڑکی اندھی، بہری اور لنگڑی ہے۔ اندھی اس لئے ہے کہ اس کی نظر کبھی کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لئے ہے کہ اس کے کانوں میں کبھی کسی ناجائز چیز گانے بجانے وغیرہ کی آواز نہیں گونجی۔ لنگڑی اس لئے کہ ہے اس نے اپنا قدم کبھی کسی ناجائز کام کی طرف نہیں اٹھایا۔ خدا کے فضل سے وہ ہمہ صفت موصوف ہے اگر ماں ایسی ہے تو بچہ بھی غوث زماں بنے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ؎

وہ مائیں گھر کی دیواروں کی رونق　　　نہ یہ مائیں کہ بازاروں کی رونق

عورتوں کا جہاد

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ) ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ہے کہ جهاد كن الحج یعنی تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ...... یعنی مردوں کی طرح عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ) دوسری روایت میں ہے کہ جهاد كن الحج اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی عورتوں پر جہاد نہیں ہاں استطاعت ہو تو ان کا جہاد حج وعمرہ ہے۔

انتباہ...... جہاد کے نام پر مردوں کا عورتوں کو جنگی مشقیں کرانا، بطور رضا کار ان کو بھی برتی کرنا، ان کی پریڈ کرانا اور سلامی لینا، اسی طرح عورتوں اور مردوں کا آپس میں ملنا ملانا شرعاً جائز نہیں۔ عورتوں کی ذمہ داری سپاہی بننا نہیں بلکہ گھر میں رہ کر سپاہی جننا اور اس کی تربیت کرنا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد بھی ہے۔ استطاعت کے باوجود عورتوں کا محرم کے بغیر سفر کرنا اور حج کو جانا ناجائز ہے۔

عورت کا سفر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ہرگز کوئی عورت اپنے محرم جس کا نکاح حرام ہے کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری عورت حج کیلئے جارہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور عورت کے ساتھ حج کر۔ (بخاری ومسلم)

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا سفر کرنے سے کس طرح منع کیا ہے اور اس سلسلہ میں اتنا اہتمام فرمایا کہ جہاد پر جانے والے کو جہاد کے بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ اس کی بیوی تنہا حج کو نہ جائے۔ تو جب عورت کو محرم اور شوہر کے بغیر حج جیسے مقدس ومبارک سفر پر جانا جائز نہیں تو عورتوں کا تنہا دیگر مقامات واعراس پر جانا اور مختلف مشاغل کیلئے کراچی سے پشاور تک کا سفر کرنا اور غیر ملکی سیاحت وغیرہ کے سلسلے میں بھارت اور لندن اور امریکہ تک پہنچنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہم حکم کے خلاف تنہا سفر کرنے والی عورتوں کا آئے دِن عبرتناک حشر ہوتا ہے وہ باخبر حضرات سے مخفی نہیں ہے کاش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل ہو اور دین وآخرت کی سرخروئی حاصل ہو۔

کون دَیُّوث

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت کے دس شخص ایسے ہیں جو اپنے کو مومن گمان کرتے ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں۔ ان میں سے ایک دیوث ہے کہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کہ میری اُمت میں سے دس قسم کے لوگ توبہ کرے بغیر جنت میں داخل نہیں ہونگے ان میں سے ایک قسم دَیُّوث ہے۔ (الحدیث)

دوسری روایت میں ہے کہ دیوث وہ جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آیا ہے۔ (منبہات، طبرانی)

﴿کافر حقیقی مراد نہیں بلکہ ناشکرا یا خدا کا باغی۔ اویسی غفرلہٗ﴾

فائدہ...... معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بیوی کے متعلق غیرت نہیں رکھتا غیروں کو ان کے پاس آنے سے نہیں روکتا اور اس کو غیروں کے سامنے بے پردگی کرنے اور ان کے ساتھ ملاقاتیں کرنے ہنسنے کھیلنے سے نہیں روکتا، وہ دیوث ہے اور بڑا ہی محروم و بدنصیب ہے۔ (العیاذ باللہ)

انتباہ...... دیوث ایک سخت لفظ ہے اگر آج کسی کو کہا جائے تو وہ تادم زیست جانی دشمن بن جائے گا۔ لیکن عملی طور پر دیکھو تو اپنی عورت سے بے غیرتی کا کیا عالم ہے۔ اسکا آپ حضرات خود ہی اندازہ لگایئے یا اسی کتاب میں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱ ...... ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں تو آپ نے اس باریک دوپٹہ کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹا دوپٹہ پہنایا۔

فائدہ...... اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ایسا باریک و پتلا لباس پہننا اور دوپٹہ اوڑھنا جس سے جسم و بالوں کی رنگت نمایاں ہو وعید شدید کا مستحق جنت سے محرومی و سخت عذاب کا باعث ہے اور ایسے کپڑے اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں پھاڑ دیا جائے اور ان کی جگہ موٹے کپڑے استعمال کیئے جائیں۔ چونکہ ٹیڈی قسم کے چست لباس میں بھی باریک کپڑوں کی طرح اعضاء متشکل اور جسم نمایاں ہوتا ہے اس لئے باریک کپڑوں کی طرح برائے نام چست لباس بھی ننگا ہونے کا حکم رکھتا ہے اور ان دونوں قسم کے باریک و چست کپڑوں سے باحیا اور اہل غیرت مسلمانوں کیلیئے احتراز لازم ہے۔ بلکہ مروجہ برقعوں کی طرح شوخ رنگ جاذب نظر و پرکشش لباس بھی شرعی نقطۂ نظر سے ناروا ہے۔ کیونکہ باریک و تنگ کپڑوں کی طرح ایسا لباس بھی نظر کو کھینچتا ہے اور نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور عورت کا ایسا لباس پہن کر مردوں کے سامنے جانا اور باہر نکلنا ناروا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یخرجن و ھن تفلات یعنی عورتیں اگر بضرورت نکلیں تو بغیر خوشبو میلے و پرانے کپڑوں میں باہر نکلیں۔ (ابوداؤد)

حکایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک عورت گزر رہی تھی جس کی خوشبو آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے اس کو مارنے کیلئے دُرّہ اٹھایا اور فرمایا کہ تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو جس کی مہک مردوں کو محسوس ہوتی ہے اگر بضرورت نکلنا ہو تو بغیر خوشبو میلے کچیلے کپڑوں میں نکلا کرو۔ (کنز العمال)

فائدہ...... امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عام طور پر عورتیں جو جاذب نظر چادر و نقاب و برقع اوڑھتی ہیں یہ ناکافی ہے۔ کیونکہ اس سے شہوت کو تحریک ہوسکتی ہے بلکہ بعض اوقات ایسے پرکشش کپڑوں میں ننگے چہرے سے زیادہ پرکشش نظر آتی ہیں۔ لہٰذا ان کو ایسی چادر و خوبصورت نقاب اوڑھ کر باہر نکلنا حرام ہے۔ جو عورت ایسا کرے گی گنہگار ہوگی اور اس کا باپ، بھائی، شوہر جو اسے اس کی اجازت وامداد دے گا وہ اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

فائدہ...... ان تصریحات سے واضح ہوا کہ باریک وتنگ لباس تو درکنار عورتوں کو ایسا پردہ خوبصورت و پرکشش لباس و دوپٹہ اور برقع پہن کر باہر نکلنا بھی ممنوع و ناپسندیدہ ہے۔ جس کی طرف نگاہیں اٹھیں اور مردوں کے جذبات میں ہیجان وتحریک پیدا ہو کاش مسلمان مائیں بہنیں اور بیٹیاں ان احکامات کا احترام کریں۔ شرعی لباس و پردہ کو اپنا کر اپنی قومی غیرت واسلام پسندی کا ثبوت دیں اور جنت کی محرومی وجہنم میں جلنے سے بچ جائیں اور ان کے مسلمان ورثاء باپ بھائی شوہر و دیگر متعلقین اپنی حمیت وغیرت کو بروئے کار لائیں اپنی مستورات کی نگہداشت کریں۔ ان کو سادہ لباس پہنائیں۔ صحیح طور پر پردہ کرائیں اور باریک وٹیڈی لباس اور خوبصورت و جاذبِ نظر کپڑے پہن کر اور سرخی پاؤڈر وغیرہ کے ساتھ بناؤ سنگھار کرکے باہر نکلنا اور اسکولوں کالجوں بازاروں دکانوں مینا بازاروں نمائشوں کلبوں سینماؤں اور دفتروں وغیرہ میں جانا بند کر کے اپنی شان مسلمانی وایمانی غیرت کا مظاہرہ فرمائیں اور ایسے کپڑوں کو جلا دیں جو قوم کی بیٹیوں کی بے پردگی معاشرہ کی بے راہ روی اور بے حیائی وفحاشی کا باعث ہے۔ (من ابن عدی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالاخانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مردوں کیلئے اور عورتوں کیلئے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالاخانوں میں نہ رکھو۔ (کذافی روض الاخبار شیخ محمد قاسم بن یعقوب)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کیلئے ثقیل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اُمت کے غمخوار اور قیامت تک آنے والے تمام مشکلات کے حل کرنے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو یوں ہدایت فرمائی:۔

۱ عن عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسکنوھن الترف ولا لیعلموھن الکتابۃ و علموا المغزل (سورۂ نور) اخرجہ بیہقی فی شعب الایمان عن الحاکم وقال صحیح الاسناد لاجر سیوطی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور ان کو لکھنا نہ سکھاؤ۔ بلکہ چرخہ کاتنا سکھاؤ اور قرآن مجید میں سے سورۂ نور ان کو خصوصیت کے ساتھ پڑھاؤ۔ اس حدیث کو علاوہ بیہقی اور حاکم کے ابن مردویہ قرطبی ابن حجر ہیثمی۔ واحدی، شربینی، بغوی، ملا علی قاری جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی روایت کیا اور حکیم ترمذی نے اس معنی کی ایک اور روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ یہ طوالت اس لئے عرض کی ہے کہ بعض حضرات جو عورت کیلئے لکھنے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں وہ اس حدیث کی صحت کے شاکی ہیں انہیں اصول حدیث کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ ایسی حدیث میں اگرچہ بعض کی اسناد ضعیف ہیں تو بعض تو صحیح الاسناد ہیں۔

۲ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نساء کم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلابی یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ اور نہ لکھنا انہیں سکھاؤ۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لا تعلموا نساء کم الکتابۃ و لا تسکنوھن العلابی و قال خیر الھو المؤمن السیاحۃ و خیر لھو المرأۃ المغزل للسیوطی عن ابن عدی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضوا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مرد کیلئے بہتر دل بہلا وا تیرنا ہے اور مسلمان عورتوں کے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔

۳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نسائکم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلابی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔

٤ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔

٥ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کیلئے ثقیل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب اُمّت کے غمگسار اور قیامت تک آنے والی تمام مشکلات حل کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دستور العمل عنایت فرمائے تو پھر امتی ہوکر ایک انگریز دشمن اسلام کے دستور العمل کو کیوں ترجیح دیتا ہے۔ جب کہ فقیر آگے چل کر تصریح پیش کرے گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا جال انگریز نے صرف اسی لئے بچھایا ہے کہ کسی طرح اسلام کی مضبوط آہنی دیوار کھوکھلی ہو اور اسے خود مسلمان اپنے ہاتھوں ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ چنانچہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ اگرچہ آج ملک ہمیں دے گیا ہے لیکن اپنے مقصد پر مسرور ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جتنا انگریز آج ہماری تہذیب وتمدن پر قابض ہوکر خوش ہے اتنا ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے ناراض ہیں۔

مسلمانو! ابھی سنبھل جاؤ ورنہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب شفاعت سے دست برداری کا اِظہار فرمایا اور حکم دیا کہ ان معاشرہ بگاڑنے والے عیسائیت کی اقتدا کرنے والوں کو میرے سامنے نہ لاؤ۔ تو بتاؤ اس وقت تمہارے ساتھ کیا گزرے گی فلہٰذا آج سے ان کی پناہ لو آج ہی مدد مانگ لو ان سے پھر نہ مانیں گے کبھی اگر تم مان بھی گئے۔

فائدہ...... پاکستان کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی اکثریت بیرونی سروس کے افسروں سے شادی کرنا پسند کرتی ہیں۔ لیکن اگر محکمہ خارجہ کے افسر میسر نہ آئیں تو پھر ایسی لڑکیاں علی الترتیب فوجی افسروں، ٹیکنیکل ماہرین، بڑے بڑے تاجروں اور انتظامیہ سے وابستہ عہدہ داروں کو ترجیح دیتی ہیں۔ انکشاف ایک سروے رپورٹ سے ہوا ہے جو شوہروں کے انتخاب کے معاملے میں تعلیم یافتہ پاکستانی لڑکیوں کے رجحانات کا جائزہ لینے کے بعد مرتب کی گئی ہے۔ رپورٹ مرتب کرنے والی خاتون نے اپنے سروے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں شوہر کے انتخاب کا اختیار خود حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اس کے علاوہ کالج کی لڑکیوں کا یہ رجحان بھی زیادہ ہے کہ وہ اپنے سے خاصی زیادہ عمر کے مرد کو بطور شوہر پسند کرتی ہیں۔ (کوہستان اخبار)

پھر یہ کتنی بدبختی کا سامنا ہے کہ باپ اگر سیّد ہے، یا افغان ہے، یا اعلیٰ گھرانے کا ہے تو لڑکی کے ماحول نے ایک ایسے کا انتخاب فرمایا ہے جو نسبتاً بالکل گرا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا اپنا انتخاب ہے اس لئے باپ مجبور ہے۔ ورنہ اب کیا کرے۔ پھر شادی کے بعد اپنی تعلیمی معیار کے مطابق گھریلو کاروبار سے عاری نہ روٹی پکانے کی۔ نہ دال بنانے کی۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ایم اے کا امتحان دیکر کالج میں دوسو، سوا دوسو روپیہ کے پروفیسر ہوگئے تھے۔ نئے خیالات کی بدولت چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ اور اپ ٹوڈیٹ عورت ہو جو انکی شریک حیات ہو۔ چنانچہ ہزار کوشش کے بعد انکا ایک بی اے پاس لڑکی سے نکاح ہوگیا۔ وہ ایک مہینے تک تو اپنے اس انتخاب لاجواب کی اپنے دوستوں سے داد چاہتے رہے۔ مگر اس کے بعد خانہ داری کے مرحلے سامنے آئے تو پھر ان کی داد وفریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ بھوکے پیاسے کالج سے واپس آتے تو دیکھتے ہیں کہ بی بی باؤنیز پڑھ رہی ہیں اور باورچی خانہ میلا ہے۔ برتن بغیر دھلے ہوئے ہیں۔ شور وغل مچانے پر بیگم نے جلدی جلدی کھانا پکا کر سامنے رکھا تو روٹی جلی ہوئی اور دال کچی، ترکاری اور گوشت بھی بے مزہ، کبھی نمک تیز اور کبھی مرچیں زیادہ۔ یہ عالم دیکھ کر پھر وہ یوں کہا کرتا تھا کہ مجھ سے ہزار درجہ وہ لوگ اچھے ہیں جو پندرہ بیس روپے ماہوار پاتے ہیں اور بیبیاں ان کی نئی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ (ماہ طیبہ مئی ۱۹۶۲ء)

علاوہ ازیں اب عورت مخدومیت چاہے گی شوہر کو خادم سمجھے گی بلکہ ہر طرح کی آزادی جیسے جی میں آیا کیا۔ عورت خود فتنہ ہے اور لکھنا لکھانا اس فتنہ کو اور سخت کر دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انسان کی تحریر اس کی خوش آواز ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے القلم لسان الیہ بلکہ یہ آواز اکثر زبان کی آواز سے زیادہ دلکش ہی ہے۔ جس طرح تعلیمات شرعیہ اور غیرت فطریہ اس کی اجازت نہیں دیتی اجنبی مرد غیر عورتوں کی آواز سنیں اس طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ عورتوں کی تحریر کاغذ میں ثبت ہو اجنبی مردوں کی نظر پڑتی ہے۔ نیز عورتوں کی اکثر تحریر بڑے بڑے فتنوں کا ذریعہ ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی کتابت اور تعلیم موجودہ انگریزی وغیرہ میں (۱) حدیث کی صریح ممانعت (۲) اختلاف علماء اس کثرت رائے کے عمل کو ترک کرنا مناسب ہی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آئے اور کسی فتنہ کا خوف ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔ لیکن ترکِ تعلیم کتابت کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں بالکل ہی جاہل رہیں یا شریعت عورتوں کو جاہل رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ شریعت تو ہر مرد و عورت پر علم کو واجب قرار دیتی ہے۔ اسلاف امت کی تاریخ میں صدہا تعلیم یافتہ عورتوں کے وہ کارنامے موجود ہیں کہ مردوں کو ان پر رشک آتا ہے علماء نے ان عورتوں کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں کی بداخلاقی اور بے دینی اور پابندی رسوم جاہلانہ کا سبب بے عملی ہے اگر عورتیں تعلیم پائیں تو توقع ہے کہ یہ سب خرابیاں ان سے دُور ہو جائیں ہاں یہ ضرور ہے کہ تعلیم ایسی نہ ہو کہ جو ان کے اخلاق کو خراب کرنے والی ہو اس لئے علماء کرام نے عورتوں کیلئے انگریزی اور عشقیہ غزلوں اور ناولوں وغیرہ کو مطالعہ کرنا ناجائز فرمایا ہے کیونکہ یہ چیزیں مخرب اخلاق ہیں۔

بالاخانوں میں عورتوں کی بے پردگی یقینی نہیں بلکہ محتمل ہے لیکن آپ نے یہ بھی روا نہ رکھا اب وہ عورتیں اپنی حالت پر غور کریں جو پردہ میں کوتاہی کرتی ہیں کل قیامت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گی؟

مسلمان اس وقت سے بزدل و بے دست و پاء ہوا جب سے ان پاک تعلیمات کو چھوڑا جو ان کے دین میں ان کیلئے بہتری اور بھلائی کا راستہ ہے۔ آج کل مسلمانوں کے بچے ہیں اسکولوں میں کیا سیکھتے ہیں چڑیاں طوطے بنانا، اسے کھینچنا اور اعلیٰ درجہ کی ترقی یہ ہے کہ فٹ بال اور کرکٹ تک پہنچ جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک کے تمام فتنوں اور غلط مصلحتوں اور خرابیوں کو ختم کیا اور آپ ان کی اصلاح کو بخوبی جانتے تھے اور اپنے دین کو اپنی امت میں ادھورا نہیں چھوڑ گئے بلکہ دین مکمل کر کے دے گئے۔ جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ کی ضرورتوں سے بے خبر تھے یا یہ کہے کہ آئندہ ضروریات کو اگر ملاحظہ فرماتے تو ضرور اس کی اجازت دے دیتے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اور قدر و منزلت سے بے خبر ہے۔ سیّدنا امام محمد ابن العربی قدس سرہ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم تا قیامت تمام مصلحات کو جانتے تھے۔

شیطانی جال

عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں سے پیچھے رکھا۔

نمائش پر عذاب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے گروہ تم میں جو عورت زیور پہن کر غیر مردوں کے سامنے اس کی نمائش کرے گی وہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔ (ابوداؤد) اور فرمایا کہ جو عورت غیر مردوں پر اپنی زینت کی نمائش کرے گی قیامت کے دِن وہ نور سے محروم اور اندھیرے میں مستغرق ہوگی۔ (ترمذی شریف)

شیطانی صورت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیروں کے سامنے عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس طرح شیطان وسوسے ڈالتا ہے اسی طرح مردوں کے سامنے عورت کا آنا شیطانی وساوس کا باعث ہے۔ (ترمذی)

دیور سے پردہ

فرمایا کہ غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق ارشاد کیا ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے اور اس سے زیادہ پردہ واحتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ خاوند کی وجہ سے اس کے ساتھ ایک رشتہ کے باعث بیگانوں کی بنسبت خطرہ کا زیادہ امکان ہے۔

خلوت حرام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں جاتا ہے تو تیسرا ان کے پاس شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اور فرمایا کہ میں نے شب معراج جہنم میں دیکھا کہ جو عورتیں اپنے بالوں کو غیر مردوں سے نہیں چھپاتیں وہ جہنم میں اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی ہوں گی اور شدت عذاب سے ان کا دماغ اُبل رہا ہوگا اور جو عورتیں اپنے جسم کی تشہیر کرتی تھیں غیر مردوں سے پردہ کے بجائے ان کو اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی ہیں ان کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جائے گا۔

فائدہ...... عورتوں کے حالات کے بگاڑ پر مباح کی رکاوٹ ہی بہتر ہے اگر چہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے دور میں بعض صحابیات کو کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی تو وہ صرف اپنی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی۔

سوال...... حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بہت سی صحابیات کو کتابت کے فن پر عبور تھا۔ چنانچہ ذیل کی چند روایات ملاحظہ ہوں:۔

فتوح البلدان میں ہے کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالی عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے باپ نے مجھے لکھنا سکھایا تھا۔

فائدہ...... صحابیہ کی کتابت کے ثبوت کے علاوہ صحابی جلیل القدر نے کتابت سکھائی اس سے ثابت ہوا کہ خیر القرون میں بھی یہ دستور جاری تھا تو اب تم کون ہوتے ہو روکنے والے؟

فتح بلاذری ۴۷۲ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی محیط بھی فن کتابت جانتی تھیں۔

فائدہ...... ام کلثوم ایک جلیل القدر صحابی کی زوجہ ہونے کے علاوہ صحابیات میں سے تھیں ان حقائق کے باوجود دور حاضر میں ترقی یافتہ عورتوں کو کتابت سے روکنا دقیانوسی پن نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال...... علاوہ ازیں خود حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کتابت کی اجازت مروی ہے حضرت شفا بنت عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایک روز میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ الا تعلمین هذه رقیته النملة کما علمتیها الکتابة (رواہ ابوداؤد)

نملہ ان پھوڑوں کو کہتے ہیں جو انسان کی بغل سے نیچے نکل آتے ہیں اور جن میں سوزش سی چلتی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کچھ دعا پڑھ کر اس پر دم کرتے ہیں جس سے باذن اللہ تعالیٰ یہ تکلیف دفع ہو جاتی ہے۔ (قاموس)

حضرت شفا یہ دعا جانتی تھیں اور اکثر دم کیا کرتی تھیں۔ جب ہجرت کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت شفا حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس خیال سے کہ کہیں اس دعا میں کوئی گناہ نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دعا حضرت حفصہ کو سناؤ۔ (کذا ذکرہ الخطابی فی حاشیہ ابی داؤد)

اس دعا کے بارے میں خطابی نے شرح ابوداؤد میں اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان باب النمل میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ ابوداؤد کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت شفا لکھنا جانتی تھیں اور حضرت حفصہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا اور اس روایت کو بھی حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے عورتوں کیلئے تعلیم کتابت کی اجازت نکلتی ہے۔

الجواب...... علماء محدثین وفقہاء نے دونوں روایتوں کی تطبیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو جیسا کہ حضرت حفصہ اور شفا کیلئے نہیں تھا تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔ سیّدنا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اس کے ازالہ میں عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے اس کو ہم نے بیان کر دیا ہے (مستقل طور پر فقیر کا رسالہ کتابت نسواں پڑھئے) شرح مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی مباح فعل کی وجہ سے اسلام میں فتنہ کا احتمال ہو تو اس مباح کو نہ کرنا ضروری ہے اور واجب ہے اور یہ قاعدہ اصولی ہے ہر چھوٹی بڑی کتاب میں درج ہے۔ اب اگر بقول زید عورتوں کی کتابت یا اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو مباح سمجھا جائے تو فِتنہائے عظیم کو کون روکے گا کہ جب بے پردہ یا فیشنی پردہ اوڑھ کر گھر سے نکلتی ہیں تو ہزاروں کو گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔ پھر اسکول وکالج میں جا کر کتنوں کو عشاق بنا کر کشت وخون کی نوبت تک پہنچاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اخبارات سے لگائیں لہٰذا نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ اوّلاً تو محققین کے نزدیک عورت کو قلم ہاتھ میں دینا دِین کی اینٹ پر اینٹ بجانا ہے اگر بقول بعض روا رکھا جائے تو ان فتنوں اور فسادات کو کون روکے گا۔

تیسرا باب

عورت کی تعلیم کے بارے میں متقدمین فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں اور پھر کتب ذیل میں معتبر و مستند فقہاءِ کرام نے اپنی معتبر کتب میں تصریح فرمائی کہ عورتوں کے ہاتھ میں قلم دینا اپنے ہاتھ سے دین کے مضبوط قلعہ کو ڈھانا ہے اور پھر موجودہ دَور کی انگریزی تعلیم اور کالج اور اسکولوں کے گندے ماحول سے پناہ ۔ بخدا میں کہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے اسلاف صالحین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم زندہ ہوتے تو ان کے دل خون کے آنسو روتے جبکہ ہم اس کے برعکس اپنے قلم کا زور صرف اسی پر صرف کرتے ہیں کہ اہلِ اسلام انگریزی تمدن سیکھیں اور لڑکیاں کالج میں داخلہ لیں افسوس کہ ہم میں نہ زورِ قلمی ہے نہ دینی شان وشوکت اور جنہیں ہم اپنے دین کا مرکز سمجھتے ہیں وہ بھی ٹیڈی تہذیب اور ماڈرن تمدن کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ اس کے مخالف کے سخت مخالف ہیں۔

اقوال فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

فقیر چند ایک اکابر کی تصریحات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے شاید کسی بھائی کو ہدایت نصیب ہو۔

وہ حضرات جنہوں نے مذکورہ موضوع کی حمایت فرمائی اور جن پر ملک وملت کو ناز ہے اور مخالفین بھی انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔

(۱) حافظ امام ابو موسیٰ۔

(۲) امام علامہ توریشی۔

(۳) امام اثیر جزری۔

(٤) علامہ طاہر فتنی۔

(٥) علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ۔

(٦) علامہ جلال الدین سیوطی۔

(۷) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ (اصلاح بہشتی زیور از فتاویٰ رضویہ)

(۸) حکیم ترمذی صاحب۔ (نوادر الوصول)

(۹) ابن ملک وشارح مشکوٰۃ۔

(۱۰) سید آلوسی۔

(۱۱) ملا علی قاری (صاحب مرقاۃ)

(۱۲) امام ابن حجر مکی صاحب فتاویٰ حدیثیہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) صرف اس موضوع پر ایک تاریخی کتاب صَوَاعِقُ الْمَلِكِ عَلیٰ مَنْ اَبَاحَ الْكِتَابَةَ لِنِسَاءِ الزَّمَان لکھی گئی ہے اس کے چند ایک فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ مفتی احناف مکہ مکرمہ

علامہ ابن اسماعیل علیہ الرحمۃ نے شرح تعلیم المعلم ۹۹۶ھ میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کو خط و کتابت سیکھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تعلموا النّساء الخط یعنی عورتوں کو خطوط کتابت نہ سکھاؤ یہ حدیث لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی کراہت اور ممانعت میں نص صریح ہے اور یہ ممانعت نفس کتابت کے متعلق ہے۔

جہاں تک لڑکیوں کے لکھنا سیکھنے کیلئے گھروں سے اسکولوں کالجوں میں جانے کا تعلق ہے یہ شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ مذہب حنفی کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں کہ اسکولوں کالجوں سے نماز باجماعت کیلئے مساجد میں عورتوں کو جانا ممنوع اور مکروہ ہے۔ اگرچہ وہ باپردہ وسادہ لباس میں جائیں۔ نماز افضل العبادات ہے اور یہ بھی کہ قریب البلوغ (مراہقہ) لڑکی بھی بالغہ کی طرح ہے۔ ردالمختار میں ہے کہ......

والمراهقة فيما ذكر و قال فيه ايضاً فقد اعطوها بالغه من حين بلوغ حد الشهوة فى تقدير حد الشهوة فقيل سبع تسع و صحيح الزيعلى وغيره انه الا لربالسن من السبع علىٰ ما قيل او لتسع والمتعبران تصلح للجماع

عہد رسالت وعہد صحابہ میں مستورات اور ان کے پردہ کے یہاں تک احتیاط تھی کہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کون سی چیز بہتر ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورت کیلئے یہ ہے کہ نہ وہ غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے۔ آپ نے اس جواب کو پسند فرمایا، انہیں پیار کیا۔

بعضها من بعض ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ طریقہ تھا کہ گھر کی دیوار میں اگر کوئی سوراخ ہوتا تو بند کرا دیتے تا کہ مستورات مردوں کو نہ جھانک سکیں ایک صحابی نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو سوراخ سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے مارا۔

(غیر محرم مرد کی طرح) مسلمان لڑکیوں کا کافر اُستانی سے تعلیم حاصل کرنا بھی ممنوع ہے کیونکہ کافر عورت مسلمان عورت کے حق میں اجنبی مرد کی طرح ہے اور اس کا مسلمان عورت کے بدن کو دیکھنا دُرست نہیں۔

(درمختار فصل اللبس واسطہ میں ہے) والذمية كالرجل الاجنبى فى الاصح اے اللہ ہم تیری طرف اس شخص سے برائت چاہتے ہیں جو (لڑکیوں کی تعلیم کیلئے) ایسا اِدارہ بنا کر اسلام کی بزرگی کے ستونوں کو ڈھا لنے والا اور نافرمانی کرنے والا ہے۔

﴿خادم شریعت محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکہ مکرمہ﴾

☆ مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ

لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ ہے لکھنا سیکھنے کے بعد جہاں طالبات کیلئے اغراض فاسدہ کا حصول آسان ہوتا ہے وہاں فاسق لوگوں کا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنا ممکن ہوجاتا ہے حالانکہ کتابت کے بغیر یہ معاملہ آسان نہیں ہوتا اس لئے کہ خط وکتابت قاصد کی بہ نسبت پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح قاصد کی زبانی پیغام بھیجنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اس لئے عورت لکھنا سیکھنے کے بعد **شیقل شدہ تلوار** کی طرح ہوجاتی ہے جس میں برائی کی طرف اجابت وتوجہ کی قابلیت تیزی کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ حکیم ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لڑکی پر گزر ہوا جو لکھ رہی تھی تو آپ نے اسے لکھتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ تلوار کو شیقل کر رہی ہے تاکہ اس کے ساتھ ذبح کرے۔ علاوہ ازیں فقہا نے فرمایا کہ اسکولوں کالجوں میں جانا تو درکنار عورتوں کا نماز باجماعت کیلئے مسجد میں جانا بھی ناجائز ہے۔ جب وہ عورت نوجوان ہو، یا زینت کے ساتھ، یعنی ہار سنگھار کر کے جائے، یا مردوں سے اختلاط ہو، یا اس نے خوشبو لگائی ہو، یا وہ مردوں کی طرف دیکھے، اور مرد اس کی طرف دیکھیں۔ جہاں تک ایسا ادارہ قائم کرنے والے کا تعلق ہے وہ اس کی بناء پر شرعاً گنہگار ہوگا۔ (اللہ سبحانہ وتعالی اعلم) ﴿محمد سعید ابن محمد باصبیل مفتی شافعیہ مفتی مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ﴾

☆ مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

مفتی احناف نے جو جواب دیا ہے وہ کافی ہے۔ اس لئے طوالت کی حاجت نہیں۔ لڑکیوں کا مسلمان عورت واپنے محرم سے کتابت سیکھنا بھی مکروہ ہے۔ علامہ ابن رشید نے روح البیان والتحصیل میں فرمایا ہے ہمارے امام، امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے لڑکیوں کا لکھنا سکھنا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ انہیں لکھنا سکھانے میں فساد ہے خصوصاً اس زمانہ میں۔ حالانکہ امام صاحب کا زمانہ چوتھی صدی میں تھا۔ پس جب چوتھی صدی میں فساد کی بناپر لڑکیوں کا لکھنا ممنوع تھا تو خیال کرو! چودھویں صدی میں اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ حالانکہ چوتھی صدی کی بہ نسبت چودھویں صدی کا فساد و آوارگی بدرجہا بڑھ کر ہے۔ غیر محرم مردوں پروفیسروں سے لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ خصوصاً جب طالبات گھروں سے بے پردہ ہوکر نکلیں اور امتحان وغیرہ کی تقریب پر ان کے ساتھ غیر مردوں کا اجتماع ہوتو یہ حرمت اور زیادہ شدید ہوگی، کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایسی صورت میں عورتوں کا نماز جماعت کیلئے جو کہ مخصوص عبادت ہے حاضر ہونا بھی حرام ہے چہ جائیکہ وہ ایک ایسے امر ممنوع کتابت کیلئے اسکولوں کالجوں میں حاضر ہوں جس کے باعث انہیں اس سے بڑھ کر برائیوں کا ارتکاب کرنا پڑے۔ غیر محرموں پروفیسروں کی طرح لڑکیوں کا کافرہ عورتوں سے تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے کیونکہ مسلمان لڑکیوں کی کافرہ کے پاس تعلیم میں دینی خطرہ کے علاوہ مسلمان عورت کا کافرہ کے سامنے بے پردہ ہونا ناجائز ہے اور فتنوں کے ذرائع کا روکنا شرعاً مطلوب ہے اس قسم کی غیر شرعی تعلیم کیلئے اِدارے بنانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ ان امور کی قسم سے ہے جس کے مرتکب کو اپنے گناہ کے علاوہ قیامت تک اس کے جاری کردہ غلط طریقہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔ ﴿محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ﴾

☆ مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ

اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو اس طرح کتابت سیکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ کتابت کی ممانعت کے علاوہ طالبات کا غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا، ان کے ساتھ آزاد گفتگو کرنا، یہ سب حرام ہیں۔ تنہائی میں ہونا بھی حرام ہے۔ اس لئے کہ وسائل کیلئے بھی مقاصد کا حکم ہے اور جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہے اور اہل انصاف کیلئے مفتی احناف کا فتویٰ کافی ہے۔ الحقیر خلف ابن ابراهيم خادم افتاء الحنابلة المشرقه ۱۲۹۶ھ

مولانا عبدالقادر صاحب ابن مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے اور شراح محققین نے اس حدیث نہی کو معمول بہ قرار دیا ہے اور نہی فی الغالب حرمت پر معمول ہوتی ہے یا کراہت تحریمی پر جیسا کہ فقہ اصول میں مصرح ہے۔ ﴿الفقیر عبدالقادر عفی عنہ﴾

☆ مولانا سیّد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ما اجاب به علماء بيت الله السبحان هذا هو المصلحة فى هذا الزمان

بیت اللہ شریف کے علماء کا جو جواب ہے اس زمانہ میں یہی مصلحت ہے کہ لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے اور انہیں اسکولوں کالجوں میں جانے سے روکا جائے۔ ﴿محمد دیدار علی الحنفی القادری﴾

☆ حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا ناجائز ہے اس کو جائز قرار دینے والے غور نہیں کرتے کہ لڑکیاں کتابت سیکھنے کے بعد بازار میں بیٹھ کر عرضی نویسی کریں گی یا کچہری میں نوکر ہوں گی یا بطور خود جس کے ساتھ چاہیں گی آزادانہ خط و کتابت کریں گی اور چند ایام میں اس قسم کی قباحتیں اسلام میں ظاہر ہو جائیں گی۔ فالله خيرا حافظاً و هو ارحم الرحمين ۔ اللہ تعالیٰ علماء دین کو دُور اندیشی نصیب فرمائے تاکہ دینِ اسلام میں فتنے فسادات رونما نہ ہوں۔ ﴿فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ ۱۳۰۳ھ﴾

☆ مولانا سیّد عبدالاحد صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیشک اس زمانہ میں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا سمّ قاتل و زہر ہے۔ ہرگز کسی طرح بھی اس امر پر رغبت نہ کریں کہ بلاشک وشبہ لکھنے والی عورت ننگی تلوار کی مانند ہے۔ جیسا کہ حضرت لقمان کا قول ہے۔ ﴿فقیر سیّد عبدالاحد قادری حنفی عفی اللہ عنہ﴾

☆ حضرت مولانا غلام حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چوں خوف فتنہ در زمان گذشتہ بصدہا سال ازیں زماں پیشتر بود پس دریں زماں کہ یقین افتنا داست چگونہ تعلیم کتابت مرزنا نرا رواخواہد بود۔ درفتویٰ برہنہ درذکر محرمات درذیل مسئلہ حرمت تشبیہ زنان بمرداں ومرداں بزنان آوردہ وفی الحدیث ولا تعلموا ھن الکتابۃ انتھی فقیر غلام حسین قصوری عفی عنہ

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... تخلیص واختصار کے ساتھ عورتوں کے لکھنا سیکھنے اور لڑکیوں کے اسکولوں کالجوں میں جانے کی شرعی ممانعت و حرمت کے متعلق عرب وعجم کے اکابر ومشاہیر علماء اسلام ومفتیان اہلسنّت و جماعت کے فتاویٰ مبارکہ آپ کے سامنے ہیں ان کے علاوہ کتاب مستطاب۔

صواعق الملك الديان علىٰ من اباح الكتابة النساء الذمان میں مزید بیسیوں علماء کرام کی تصدیق بھی شامل ہیں جنہیں خوف طوالت کے باعث نہیں لکھا جاسکا مختلف بلاد وممالک کے علماء اعلام کے ان فتاویٰ مبارکہ کو اَسّی سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ذرا خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دِل ودماغ کے ساتھ سوچئے کہ حضرات علماء نے لڑکیوں کے لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں جانے کے متعلق جن خدشات کا اِظہار فرمایا تھا۔ کیا بعینہ اسی طرح نہیں ہورہا اور کیا ایسے جلیل القدر علماء کے اتنے فتاویٰ کے باوجود لڑکیوں کو لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں بھیجنے کی شرعاً کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ذرا غور فرمایئے کہ اگر مروجہ قلمی تعلیم سراسر خلاف شریعت ومحض انگریز ونصاریٰ کی نقالی وپیروی نہیں تو اور کیا ہے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

اقوال علماءِ کرام اہلسنّت

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت امام العلماء المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاریٰ۔

باب ہزاراں فتنا درستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مقاصد شدیدہ پر تجارب شدیدہ و عادل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند المحققین خود قوی اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وفتنہ چوتھی قوت تو حدیث لا اقل حسن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ پر ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر عورتوں کی کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور سلف آج تک اس کے ترک کا کیوں فرماتے۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہٰذا اجلہ علماء کرام جیسے امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ، امام علامہ توریشی، علامہ طاہر فتنی اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل......

و من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل و نسئل الله العفو و العافية فتاویٰ رضویہ ۔ اصلاح بہشتی زیور،ص ۳

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے سینا پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے، سورۂ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کے تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برأت میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے۔ اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ اپنے گھر کو ان پر زندان کر دے۔ بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔ گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں جب کوئی رشتہ ملے دیر نہ کرے۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار زنہار کسی فاجر فاسق خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی ۔ غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ غزلیات فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لڑکی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں کا ذکر ہے۔ پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے مشعلۃ الارشاد اعلیٰ حضرت سیّدنا امیر الملت والدین حضرت پیر قدس سرہ سیّد جماعت علی شاہ صاحب

محدث علیہ پوری کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ہزاروں کے اجتماعات میں بلاخوف لومۃ لائم قوم کو انتباہ کے طور پر یہ فرماتے تھے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو۔ کیسی شدّت اور کتنا جلال تھا ان الفاظ میں۔ ظاہر بین اور دُنیادار لوگوں کے نزدیک یہ آواز دقیانوسی حالات سے بے خبری اور مولوی کی تنگ نظری پر مبنی تھی۔ لیکن انصاف پسند سنجیدہ مزاج طبائع سلیمہ ان الفاظ کی شدت کو قوم کے ساتھ مرد کامل کی خیر خواہی پر محمول سمجھ رہی تھیں ایسی خیر خواہی آمیز شدت جو ڈاکٹر کے آپریشن، حکیم کی کڑوی کسیلی دوا اور جراح کی نشتر زنی سے کہیں زیادہ خیر خواہی پر مبنی اور روحانی اطمینان بخشنے والی تھی۔

لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو، کیا مطلب یہی کہ جس طرح کوئی انسان اپنی نورِ نظر اور لختِ جگر کی ذات کے ساتھ چکلے کا تصوّر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اسے اپنی بچی کو انگریزی اسکول کے مغرب زدہ ماحول میں ٹیڈی ازم کی علمبردار اُستانیوں کے پاس بھیجنے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیا لڑکیوں کیلئے اسکول و کالج چکلہ سے زِیادہ خطرناک اور گمراہ کن مقامات ہیں۔ جی ہاں مرد کامل نے اپنے الفاظ میں اسی طرف اِشارہ کیا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسکول کالجوں کے بگاڑنے کا حلقہ چکلہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

اس لئے کہ چکلے ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور خطرہ کی جگہ ہے اور برائی کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ کر عموماً لوگ اس طرف سے احتراز کرتے ہیں اور اسکولوں کالجوں میں یہ برائی چونکہ تعلیم کے نام پر پیش کی جاتی ہے اس لئے ایک تو اس سے تعلیم بدنام ہوتی ہے اور دوسرا لوگ اس نام سے گمراہ ہو کر اپنی بچیوں کو ایسی خطرناک راہ پر ڈال دیتے ہیں جہاں فیشن پرستی و بے حیائی ٹیڈی ازم گانے بجانے اور اغوا و فرار سے لے کر عصمت فروشی تک سب ہوتا ہے اور تعلیم کے نام پر یہی وہ دھوکہ اور عظیم خطرہ تھا کہ جس کا احساس فرما کر مردِ کامل نے آج سے مدّتوں پہلے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے بدیں الفاظ رجز و توبیخ فرمائی تھی کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلہ میں بھیج دو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ضروری نہیں کہ اسکول و کالج جانے والی ہر لڑکی کا دامن ملوث ہو۔ بلاشبہ بعض لڑکیاں ماحول کی گندگی کے باوجود اپنا دامن عصمت محفوظ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ محض خوبیٔ قسمت پر موقوف ہے کہ جہاں تک جوان لڑکیاں آمد و رفت۔ فرنگی تعلیم و سکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول کا تعلق ہے۔ مجموعی طور پر اس کے اثرات طالبات کو یقیناً طوائف کی راہ پر لے جا رہے ہیں اور کسی حساس و دانشمند اور باخبر شخص کیلئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی لخت جگر اور خاندان کی عزت کو ایسے حضرات کے سپرد کردے۔ ﴿حضرت علامہ حشمت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

سوال...... کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین اس مسئلہ میں کہ مولوی الاشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی مشہور کتب بہشتی زیور میں لڑکیوں کو لکھنے کی ترغیب دی ہے۔ بلکہ انہیں لکھنے کے باقاعدہ طریقے تحریر کیے ہیں۔ کیا یہ شرعاً دُرست ہے اور عورتوں کو لکھنا سکھانا جائز ہے یا ممنوع۔

الجواب...... اقول و باللہ التوفیق۔ تھانوی صاحب کا عورتوں کو خط و کتابت کا ڈھنگ وطریقہ سکھانا لکھنے کی راہ دکھانا محض بیجا وسراسر خطا اور شرعاً ناروا ہے۔ احادیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے اور اجازت میں کوئی حدیث صریح نہیں آئی۔ اسی پر سلفاً وخلفا اجلۂ ائمہ اور اکابر اُمت کا عمل رہا۔ اور زمانہ موجودہ کے علماء نے کتابت کو عورتوں کے واسطے ممنوع و ناجائز ہی رکھا۔ چنانچہ ابن حبان و بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابة و علموا ھن المغزل و سورة النور** یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں چرخہ کاتنا بتاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ **لا تسکنو النساء کم الغرف ولا تعلموا ھن الکتابة** اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ اس حدیث کو امام ترمذی محمد بن علی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسری حدیث میں ہے کہ **لا تعلمو النساء کم الکتابة ولا تسکنوھن العلالی** اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور انہیں کوٹھوں پر نہ ٹھہراؤ۔ اس حدیث کو ابن عدی و ابن حبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حدیث اوّل کی حاکم نے تصیح فرمائی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اور ثالث کو اپنے رسالے اجرالجزل میں ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسناداً ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب زینۃ المساجد۔

مغرب زدہ فرنگی دُور سے پہلے قلم ہمیشہ مرد کے ساتھ مخصوص رہا ہے اور دیگر متعدد امور کے علاوہ عورت اس معاملے میں بھی کبھی مرد کی شریک وہمسر نہیں ہوئی۔ شرعی طور پر بھی لکھنا اور قلم ہاتھ میں پکڑنا صراحۃً عورت کیلئے منع فرمادیا گیا ہے اور اس پر امت کے علمی تعامل کا یہ عالم ہے کہ اس کے باوجود کہ تمام قوموں کے مقابلہ میں مسلمان قوم کی تصانیف سب سے زیادہ ہیں اور مسلمان قوم دنیا میں اکثر التصانیف واقع ہوئی ہے شائد ہی کوئی ایسی مثال ملے گی کہ کسی مسلمان خاتون نے بدست خود کوئی کتاب لکھی ہو۔ حالانکہ بڑی فقیہ عالمہ محدثہ شاعرہ خواتین بھی مسلمانوں میں ہوگزری ہیں۔ مگر افسوس کہ اب اپنی اس مسلمہ روایت اور امت کے عملی تعامل اور منشائے شریعت کے خلاف انگریزوں کی تقلید کرتے ہوئے مسلمانوں کو بھی اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کا ایسا شوق ہوا ہے کہ دن بدن اس میں اِضافہ ہوتا جارہا ہے۔ پھر اگر محض لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی حد تک معاملہ رہتا تو بھی ایک دن کی بات تھی، مزید ستم یہ ہے کہ لکھائی کے علاوہ لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح باقاعدہ انگریزی اسکولوں کالجوں میں فرنگی تعلیم وتہذیب کا

زہریلا درس دیا جا رہا ہے اور اسے ترقی کا میابی وعزت کا معیار تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فرنگی تعلیم وتہذیب کا زہر پلانا لڑکوں کیلئے ہی کچھ کم نہ تھا۔ چہ جائیکہ لڑکیوں کو یہ زہر پلایا جاتا ہے مگر قوم ہے کہ اس انگریزی فیشن کی رو میں خود بھی بہہ رہی ہیں اور اپنی مذہبی و ملی روایت کے برعکس اس ناجائز شغل پر پانی کی طرح روپیہ بھی بہا رہی ہے۔ پھر اور تو اور بعض علماء ومشائخ کے مقدس گھرانے بھی فرنگی تعلیم وتہذیب کے اس سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔ فالی اللّٰہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوۃ الا با اللّٰہ

فائدہ...... ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکیوں کو مروجہ تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے سوئے ہوئے جذبۂ غیرت کو بیدار کرے اور اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ترجمہ :

عورت کو غیر مردوں سے پردہ کرا
ورنہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے
جب لڑکے کی عمر دس برس ہوجائے
تو اس سے کہ نامحرم عورتوں سے بچ کر رہ
روئی کے سامنے آگ نہیں جلانا چاہیے
اس لئے کہ آنکھ جھپکنے میں گھر جل جائے گا
اسے بری مجلس سے بچا
ورنہ وہ بھی ان کی طرح گمراہ ہوجائے گا
اس سے زیادہ سیاہ نامہ اعمال کس کا ہوگا
جو داڑھی اگنے سے پیشتر بدکاری میں ملوث ہوگا
جو لڑکا امدہ لوگوں میں بیٹھا
اسکے باپ کو اس سے بھلائی کی امید نہیں رکھی

حضرت مولانا جامی قدس السامی

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا مانگی کہ

ترجمہ :

میں مصر کی عورتوں سے پریشان ہوگیا ہوں
مجھے ان کی ملاقات سے قید خانہ بہتر ہے
سو سال قید میں بیٹھنا
انہی کی ایک نگاہ دیکھنے سے اچھا ہے
نامحرم کو دیکھنا دِل کو اندھا کردیتا ہے
اور قربِ خداوندی سے دُور کردیتا ہے

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ ﴿

ترجمہ :

اے مسلمان خاتون تیری چادر ہمارے ناموس کا پردہ ہے — تیری عزت ہمارے فانوس کا سرمایہ ہے
جب ہمارے بچے نے تیری دودھ سے منہ دھویا — تُو نے سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا
تیری محبت ہمارے طور کو تراشتی — اور ہمارے فکر و گفتار کے کردار کو سنوارتی
فرنگی معیار کے مطابق نفع و نقصان کا خیال نہ کر — اور اپنے بزرگوں کے راستہ سے قدم نہ ہٹا
زمانہ حاضرہ کی دست درازی سے ہوشیار رہ — اور اپنی اولاد کو اپنی بغل میں سنبھال
تیری فطرت بڑا بلند درجہ رکھتی ہے — فاطمہ الزہرا کی سیرت سے آنکھ بند نہ کر
تاکہ تیری شاخ پر حسین جیسا پھول پیدا ہو — جو گلزار میں پہلی سی رونق لائے

اکبر الہ آباد فرماتے ہیں کہ ﴿

ترجمہ :

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی — ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین — پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور فرمایا کہ

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن — ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

اور فرمایا کہ

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن — ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

اورفرمایاکہ

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو میں نے بیبیو پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

تعلیم دختران سے یہ اُمید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی بارات میں

اورفرمایاکہ

کہا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں
بیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر بیبیاں

نفیس خلیل نے فرمایا کہ

عورت بازار حصودلے کو جائے
حیا سوز چہرے سے پردہ اٹھائے

نگاہوں کے سکے دلوں پہ جمائے
تو دیکھے اور تجھے غیرت نہ آئے

متفرقات

ترجمہ :

اے بیٹی یہ فیشن پرستی چھوڑدے
مسلمانوں کو کافرانہ فیشن زیب نہیں

یہ سرخی بنت حاضر کے لبوں پر
تیری غیرت کا اے مسلم لہو ہے

سبق خیر سے لب پہ آئے نہ آئے
مگر لب سے سرخی اترنے نہ پائے

وہ قوم جو کل کھیلتی تھی ننگی شمشیروںکے ساتھ
آج سینما دیکھتی ہے ہمشیروں کے ساتھ

زمیں و آسمان بھی کانپتے تھے جس کی ہیبت سے
اسی مسلم کی صورت اب تو پہچانی نہیں جاتی

خرد نے کہہ دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

علماء دیوبند

مولوی رشیداحمد گنگوہی

اس زمانہ کی تعلیم کتابت عورتوں کومکروہ ہے تحریماً انتہی الاجرالجزل مترجم۔ترجمہ مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

تبصرہ......مکروہ تحریمی حرام یاقریب حرام اور ہردو تقدیراس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب نار ہوتا ہے(درمختاروغیرہ) میں ہے کہ المکروہ تحریما نسبۃ الی اکرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت بہ الواجب یعنی بطن الثبوت و یا ثم بارتکابہ کما یا ثم بترك الواجب یعنی مکروہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کی طرف پس مکروہ تحریمی اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اور جس طرح واجب کا تارک گنہگار ہوتا ہے اسی طرح مکروہ تحریمی کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے اس سے وہ اندازہ لگائیں جو اپنی بچیوں کو زنانہ اسکول میں داخل کر کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (اللھم احفظنا من الشرور و الفتن)

دیوبندی رسالے میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر

ماہنامہ الصدیق ملتان، دیوبندی مسلک کا ترجمان ہے اس میں عنوان قائم کیا (حقوق البیت) اس میں لکھا ہے کہ جس کی آخری قسط الصدیق کے سابقہ شمارے میں طبع ہوچکی ہے کے بعد ضروری معلوم ہوا کہ درج ذیل مضمون بھی الصدیق میں آجائے آج کل اسکولوں اور کالجوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم عام ہورہی ہے اور اس کو واجب سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ اس قسم کی تعلیم کے مضرات آئے دِن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عورتوں سے حیا وعفت رُخصت ہوتی جارہی ہے اور آزادی و بیبا کی اس کی جگہ آتی جارہی ہے اور ہمارے معاشرے کی خرابی کی اصل وجہ عورتوں کا اس طرح آزاد رہنا ہے۔اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے کو سنبھالیں اور عورتوں کو آورگی سے بچائیں ورنہ ایسے خطرات درپیش ہیں کہ جن کا مقابلہ پھر دشوار ہوگا۔ (مدیر)

بعض آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا۔تو اس صورت میں وہ آزادی و بیبا کی ان لڑکیوں میں آوے گی اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر عورت کی حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام چیزوں کی۔ جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہرچند کہ اذا فاتك الحیاء فافعل ماشئت کا حکم عام ہے۔لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کیلئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہوتی ہے اس لئے کوئی مانع نہ رہے گا اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اس کے مضر اثرات واقع ہوں گے اس تقریر سے دو جزئیوں کا حال بھی معلوم ہوگیا ہوگا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلم

اسلم طریقہ

لڑکیوں کیلئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے: دودو، چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور باثر ہوئی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے، اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔ پڑھانے کا تو یہ طرز ہو، اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اوّل قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزاء دین کی مکمل تعلیم ہو میرے نزدیک اس وقت **بہشتی زیور کے دسوں حصے** ضرورت کیلئے کافی ہیں اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں انکو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعے سمجھوادے اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تا کہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود ہی سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو، اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی۔ چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو ٹائیٹل پر مطبوع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے، مگر بعض لوگ اس کو دیکھتے ہی نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے۔ اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہو تا کہ عمر بھر شغل رہے تو اس علم وعمل کی تجدید وتو ضیح ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی بھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تا کہ قرآن وحدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں اور قرآن کا خالی ترجمہ ہو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کیلئے مناسب نہیں یہ تو تمام پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرآئن سے طبیعت میں بے باکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کیلئے اس کی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی ہو تو مفاسد سے بھی بچنا چاہئے جب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کیلئے کیسا ہے۔ ﴿فقط ماہنامہ الصدیق رمضان وشوال ۱۳۷۶ھ﴾

دیوبندی مجذوب صاحب کی پیشنگوئی

آزادی میں کیا پابند شوہر بیبیاں ہوں گی
نصیب دوستاں ہوں گی نصیب دشمناں ہوں گی

آزادیاں ہوں گی یہی بیباکیاں ہوں گی
تو بس یہ بیبیاں پھر بیبیاں کیا رنڈیاں ہوں گی

ہوگی ڈگریاں حاصل ملازم بیبیاں ہوں گی
وہ خود کسب معاش اپنا کریں گی کہ بیبیاں ہوں گی

محرم دفتر بنے گا بیبیاں بھی اب میاں بنیں گی
بجائے تخت اور پیڑھی کے میز اور کرسیاں ہوں گی

اندرون خانہ بھی رہ کر نہ کچھ پابندیاں ہوں گی
کریں گی دیدہ بازی گھر میں ہر سو کھڑکیاں ہوں گی

یہاں تک حسن کے بازار میں ارزانیاں ہوں گی
میسر نوکروں کو بیگمیں اور رانیاں ہوں گی

سپر تھا پردہ اب بے روک تیر اندازنیاں ہوں گی
حیا و عصمت و ناموس کی قربانیاں ہوں گی

جمال آرائیاں ہوں گی شباب آرائیاں ہوں گی
سر محفل بصد ناز و ادا انگڑائیاں ہوں گی

بھلا غیروں سے یوں بے لوث کب تک شوخیاں ہوں گی
ابھی خوش فعلیاں ہوتی ہیں پھر بد فعلیاں ہوں گی

ہر اک سے رفتہ رفتہ بے تکلف بیبیاں ہوں گی
ابھی رسمیں ملاقاتیں ہیں پھر تو یاریاں ہوں گی

کہاں خانہ نشینی اب تو بزم آرائیاں ہوں گی
جواب تک جان شوہر تھیں وہ اب جان جہاں ہوں گی

پھریں گے ماری ماری یہاں گاہے وہاں ہوں گی
جب وہ بے پردہ ہوں کشتیاں بے بادباں ہوں گی

ہراک دل سے لگی ہوگی ہراک سے شوخیاں ہوں گی
وہ کیا پردہ نشینوں کی طرح افسردہ جاں ہوں گی

بنے گا ہند پیرس گریہی شوقیاں ہوں گی
جو کنواری ہیں مسیں جو بیگمیں لیڈیاں ہوں گی

بلا کی مستیاں ہوں گی غضب کی شوخیاں ہوں گی
گھٹائیں پانی پانی لوٹ ان پر بجلیاں ہوں گی

اب الٹی بیبیاں ہی شوہروں پر حکمراں ہوں گی
ترقی کر کے وہ یعنی زمیں سے آسماں پر ہوں گی

پسند آئے گا سایہ پسند اب ساڑیاں ہوں گی
کہ دینی وضع میں ایسی کہاں عریانیاں ہوں گی

ابھی سے لڑکیوں میں اس قدر رنگینیاں ہوں گی
تو جب ہوں گی بالغ تو تیغ خونفشاں ہوں گی

ذرا خائف نہ وقت رخصتی اب کنواریاں ہوں گی
وہ خنداں ہوں گی صحبت یافتہ ہوں گی رواں ہوں گی

جب ایسی شوخ دیدہ چھٹ پنے میں لڑکیاں ہوں گی
تو آفت ڈھائیں گی جب یہ بڑی ہوں گی جواں ہوں گی

اب اسٹیجوں پہ آکر جلوہ فرما بیبیاں ہوں گی
جواب تک معنی پنہاں تھی وہ اب تو سرخیاں ہوں گی

غلط راہوں سے روکیں گی وہ چت پڑ پڑ کے مردوں کو
برائے اوج قومی عورتیں اب سیڑھیاں ہوں گی

کہے گا ایک اگر شوہر سنائیں گی وہ سو اس کو   سراپا گوش تھیں اب وہ سر تا پا زباں ہوں گی
بدل جائیں گی رسمیں اب نیا دَور آئے گا ایسا   کہ پہلے رخصتیاں ہوجائیں پھر شادیاں ہوں گی
پھریں گے کوہ بکوہ پردہ نشین خود جلوہ دکھلاتے   نہ پوچھو کیسی کیسی حسن کی اب خواریاں ہوں گی
مسیں بن بن کے ساتھ اب مسٹروں کے لڑکیاں ہوں گی   وہ صاحب لوگ ہوں گے اور یہ صاحبزادیاں ہوں گی
بڑھیں گے بال ابھرے گا شباب اٹھکھیلیاں ہوں گی   گھٹائیں سر پر ہوں گی جام ہوں گے مستیاں ہوں گی
جوانوں کی طرح بوڑھوں میں بھی شوقینیاں ہوں گی   کہ زلف پُر شکن تو سر پہ منہ پر جھریاں ہوں گی
کسی دِن بیبیوں کی رنگ لائیں گی تفریحیں   بڑھے گا جب سرور دل تو پھر بد مستیاں ہوں گی
ابھی تک عورتیں کچھ عورتیں تھیں خاک کے تودے   اب اٹھ کر کوہ اور پھر کوہ بھی آتش فشاں ہوں گی
لڑیں گے مرد آپس میں تو ہوں گی عورتیں باعث   کریں گے صلح باہم تب بھی یہ ہی درمیاں ہوں گی
کرالیں گی یہ خالی سب کے خزانوں کو   انہیں کے ہاتھ میں مردوں کی اب تو کنجیاں ہوں گی
یہی بے شرمیاں ہوں گی تو لٹیا ڈوب جائے گی   یہی ہیں بارشیں تو غرق سب کی کشتیاں ہوں گی
نئی تعلیم نے کیا لڑکیوں کو فیض بخشا ہے   جسے دیکھو وہ فن دلربائی ہے استانی
حوالے ٹیوٹروں کے بے تامل لڑکیاں کردو   کریں گے یہ خوب ان بھیڑوں کی نگرانی

سوال...... حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری کی جو ازِ تعلیم نسواں پر مستقل تصنیف ہے وہ اہلسنّت کے بہت بڑے فاضل علامہ ہیں جن کا تذکرہ اور پھر اس تصنیف کا ذکر تم نے اپنی کتاب تذکرہ علمائے اہلسنّت میں کیا ہے۔

جواب...... کسی ایک عالم کی رائے پر مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی وہ اکیلے اپنی رائے میں صائب نہیں جب کہ ان کے مقابلے میں بہت بڑے بڑے علماء مثلاً امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ ان کے علاوہ پینتیس اور علمائے کرام نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر مولانا مرحوم بھی صِرف اپنے زمانہ کے متعلق کچھ جواز کا اِشارہ فرما گئے ورنہ آج اگر موجود ہوتے آنکھوں دیکھے مشاہدات سے اپنے قلم کا زور اسی پر صَرف فرماتے۔ ہائے قسمت کہ آج وہ متبحر علماء مرحومین قبروں میں آرام فرما رہے ہیں اور ہم آزمائشی گھڑیوں میں مبتلا ہو گئے اور بد قسمتی سے ہمارے دَور کے علماء و مشائخ فتنوں کو ملاحظہ فرما کر نہ صِرف خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ اس بُری وباء میں خود شریک کار ہیں پھر جو بیچارہ اس فتنہ کی خرابیوں کو دبانے کا عذر پیش کرتا ہے تو اس کی سرکوبی کی تدبیریں سوچی جاتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی وھو المستعان

دَورِ حاضر میں کالج کی فضا سے لڑکیوں کے ان حالات اور اطوار پر جو اثر ہوا ہے، اس کے نمونے آئندہ اوراق میں ملاحظہ ہوں۔ مشتے نمونہ خروار چند نمونے درج کئے گئے ہیں ورنہ اخبارات میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہوتے ہیں یہ صرف اس لئے کہا کہ ہمارے بھائیوں نے اپنی نوجوان لڑکیوں کو گھر کی چار دِیواری سے باہَر کر دیا تب ان کے لاکھوں عشاق نکل کھڑے ہوئے اور پھر معاشرہ ایسا تباہ ہوا کہ جس کا اب بروئے اعتدال لانا نہ ہمارے بس میں رہا اور نہ ہی کسی حکومت کو طاقت کہ اسے بروئے کار لا سکے (خاتمہ)۔

عورت میں جمیع امور کا سرتاج حیا اور انقاض طبعی ہے جو اس کے ہر معاملہ میں جزو لاینفک ہے۔ لیکن جب انگریزی تعلیم اور کالج کے گندے ماحول سے اس کی حیاء اور انقاض طبعی کو چھین لیا گیا۔ تو پھر اذا فاتك الحياء فافعل ما شئت یعنی جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے، کی صحیح مصداق عورت ہی ہے کیونکہ مرد اگر حیا سے فارغ ہو جائے تو پھر بھی عقل مانع ہوتی ہے اور یہ بیچاری عورتیں تو صرف حیا تک ہی محدود تھیں جب وہ جاتی رہی تو عقل سے تو پہلے ہی فارغ ہیں اب اندھا دھند فتنہ برپا کریں گی جس کا روکنا نہایت ہی مشکل ہو جائے گا جیسے اب فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ کراچی میں طلباء و طالبات کیلئے الگ بسیں چلانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن طالبات نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا اور طلباء سے علیحدگی کو گوارہ نہ کیا۔

ڈی جے سائنس کالج کراچی میں مخلوط تعلیم رائج ہے اور وہاں تقریباً دو ہزار لڑکے لڑکیاں زیر تعلیم ہیں حال ہی میں کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کے رویہ کے خلاف بعض طالبات کی شکایت پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ برنس روڈ کا گیٹ طالبات کیلئے اور کچہری روڈ کا گیٹ طلباء کیلئے ہوگا یہ فیصلہ سن کر طلباء نے طالبات سے علیحدگی کے خلاف نعرے لگائے۔ چنانچہ پرنسپل صاحب کے فیصلہ کے خلاف طلباء کا یہ احتجاج اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ فوراً ان کا مطالبہ منظور کرلیا گیا اور انہیں الگ الگ گیٹ کے بجائے مشترکہ گیٹ سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی۔ (نوائے وقت لاہور)

۲...... کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کو نائلون کے ملبوسات پہننے سے منع کردیا۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نائیلون کا لباس بہت زیادہ کشاف ہوتا ہے اور لڑکوں کی توجہ کتابوں پر مبذول نہیں رہتی، لڑکیوں نے اس دخل در معقولات حکم کو منسوخ کرانے کیلئے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کے ساتھی لڑکوں نے اس کار خیر میں طالبات سے پوری ہمدردی اور تعاون کا یقین دِلایا ہے۔

۳...... کراچی کے کالجوں میں مخلوط تعلیم کی بدولت اس نوعیت کے احکام پہلے بھی جاری ہوتے رہتے ہیں۔ ایک پرنسپل صاحب نے تو کالج کی حدود میں لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی تھی۔ بعد میں اس حکم کا پس منظر یہ ہوا کہ ایک استاذ صاحب تعلیم کے ساتھ ایک طالبہ کو درس محبت بھی دینے لگے۔ ان کا بھانڈا ان کی شادی سے پھوٹا، تو پرنسپل صاحب نے کالج کے نیک نام پر حرف آنے کے خوف سے طلباء اور طالبات میں بات چیت کی ہی ممانعت ختم کردی لیکن جب یہ اعتراض شروع ہوا کہ قصور وار استاذ ہے سزا طلبہ کو کیوں دی گئی تو پھر یہ حکم منسوخ کردیا گیا۔ اب کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات نے طلباء کا ایک سماجی معاشی جائزہ لیا ہے اس میں مخلوط تعلیم کے بارے میں بھی ایک سوال شامل تھا اس کے مطابق یونیورسٹی کے بیشتر طلباء وطالبات نے مخلوط تعلیم کی حمایت کی ہے البتہ لڑکے کچھ زیادہ ہی پرجوش حامی نکلے ہیں جہاں ٦٧ فیصد لڑکیوں کی حمایت کی وہاں ان کے ہم نوا لڑکوں کا تناسب ٧٧ فیصد تھا۔

مخلوط تعلیمی اداروں میں جب کسی رومان کا چرچا بڑھنے لگے اور زبان سے نکلی بات کوٹھوں تک جا پہنچے تو ارباب اختیار سلامتی کی راہ بھی دیکھتے ہیں کہ شمع یا پروانہ میں کسی ایک یا دونوں کو ہی کالج سے رُخصت کردیتے ہیں اور یہ بات عبرت و انتباہ کیلئے کافی سمجھی جاتی ہے لیکن لاہور کے ایک پرنسپل صاحب وہ اب اللہ کو پیارے ہوچکے ہیں نے ایک مرتبہ بالکل نیا علاج کیا تھا انہوں نے لیلیٰ مجنوں دونوں کے والدین کو بلایا اور ان کو رضامند کرکے شادی کرادی یہ خوشگوار سزا دوسرے طلباء کیلئے حوصلہ افزائی کی جگہ سخت انتباہ ثابت ہوئی کہ کھیل حقیقت بھی بن سکتا ہے کہاں والدین کی آمدنی پر عیاشیاں اور بدمعاشیاں اور کہاں پڑھائی کے ساتھ گھر بسالئے اور بال بچے کی مصیبت۔

پاکستان میں نوجوانوں کی خودنمائی کی کمزوری کا اکثر جواز پیش کیا جاتا ہے کہ یہاں پردہ کی بدولت بندش کی وجہ سے وہ تشنگی کا شکار ہوجاتے ہیں اور جب کسی مرحلہ پر یہ بندشیں کم ہوتی ہیں تو ان کا ردعمل انتہاپسندانہ ہوتا لیکن یہ اندازِ فکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی معذرت خواہنہ ہے کیونکہ یورپ و امریکہ میں جہاں ایسی بندشوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہاں بھی آگ اور پانی کا کھیل نت نئے گل کھلاتا رہتا ہے۔ کوئی دوسال ہوئے ایک امریکی یونیورسٹی کے طلباء نے رات کو لڑکیوں کے ہوسٹل پر دھاوا بول دیا تھا اور ان کے زیر جامے اٹھا کر لے گئے تھے ہر زیر جاموں کی جنگ کی صدائے بازگشت امریکہ کے کئی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی سنی گئی تھی۔ (نوائے وقت لاہور ۱۴ ستمبر)

ایک غلط عادت

ہمارے نوجوان سڑک پر چلتی ہر دوشیزہ کے بارے میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اس وقت اس کے جذبات بھی وہی ہیں جو ان کے اپنے جذبات ہیں۔ آپ نے بس اسٹینڈ پر اکثر ایسے نوجوانوں کو دیکھا ہوگا جو لڑکیوں کو دیکھتے ہی اپنی ٹائی اور بال دُرست کرنے لگتے ہیں یہ درحقیقت ان کے اندرونی احساس کا خارجی مظہر ہوتا ہے۔ (کوہستان، ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

کیونکہ اس ظالم تہذیب کے باعث لڑکیوں کی آزادی اور لڑکوں کی بیباکی سے دینی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے صورت حال دن بدن خراب ہوتی چلی جارہی ہے اور اگر اس کی روک تھام نہ ہوئی تو بے حیائیو آزادی کا یہ ناپاک سلسلہ مکمل تباہی پر منتج ہوگا صورت حال کا اندازہ کرنے کیلئے ایک بیان ملاحظہ ہو۔

ایک طالبہ کی زبانی

مکرمی ان دونوں ہمارے ملک میں اخلاقی بے راہ روی بڑی عام ہوگئی ہے۔ مجھے روزانہ بس سے سفر کرنا پڑتا ہے مگر جس بس اڈہ پر دیکھو آوارہ لڑکوں بلکہ بعض اوقات بس اسٹاف کے تمام ہی مردوں کی نظریں خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو گھورتی رہتی ہیں۔ لوگوں کو ذرا بھی حجاب محسوس نہیں ہوتا کہ وہ جن لڑکیوں کو اپنی نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہوگی اور پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر ان کی ماؤں بہنوں کو کوئی غیر مرد اس طرح گھورے جس طرح یہ گھورتے ہیں تو ان کا کیا حال ہو؟ میں سمجھتی ہوں کہ چند ترقی پسند گھرانوں کو چھوڑ کر شائد ہی کوئی ایسا پاکستانی ہوگا جو اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں غیور نہ واقع ہوا ہو مگر یہی لوگ جب دوسروں کی خواتین کو تاڑتے ہیں تو معلوم نہیں ان کی غیرت کہاں جاکر سو جاتی ہے اگر کوئی بس اسٹاپ بدقسمتی سے کسی مردانہ کالج کے قریب ہو تو پھر حالت اور بھی ناقابل بیان ہو جاتی ہے مثال کے طور پر دیال سنگھ کالج کے قریب جو بس اسٹاپ ہے وہاں بہت سی طالبات کو بسوں میں سوار ہو کر مختلف جگہوں پر جانا پڑتا ہے بلکہ اس کے بیسیوں بھائی بس اسٹاپ پر رُخصت کرنے کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں اس خط میں صِرف اپنے احساسات نہیں درج کر رہی ہوں بلکہ مجھے جتنی طالبات اور دوسری خواتین سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا ہے میں نے سب کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان پایا ہے۔ میں قانون سے تو کیا اس سلسلے میں گذارش کر سکتی ہوں کہ اس کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے البتہ اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ وہ ہم لوگوں کا کچھ تو خیال کریں۔ (ایک طالبہ لاہور)

حکایت

لاہور نواں کوٹ پولیس نے دو برقع پوش نوجوان کو گرِفتار کرلیا۔ واقعات کے مطابق آج قلعہ گوجر سنگھ سے دونو جوان سلیم نواں کوٹ کوارٹرز کے قریب فیشن ایبل برقعے پہن کر پھر رہے تھے۔ پولیس کے بیان کے مطابق تفتیش کے دَوران ملزموں نے بتایا کہ انہوں نے اپنی معشوقہ کو ایک نظر دیکھنے کیلئے یہ روپ دھارا ہے۔ (ایک اخبار کا تراشہ)

چونکہ اسلام نے بغیر کسی ضرورت صحیح وحاجت شرعی کے عورتوں کو گھروں میں پابند رہنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ عورتوں کو شمع محفل کی بجائے چراغ خانہ دیکھنا چاہتا ہے اسلئے اسلام نے عورتوں کیلئے جمعہ جماعت اور جنازہ و جہاد جیسی عبادات کو بھی غیر ضروری قرار دیا ہے اور انہیں اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے۔

یہاں تک کہ اسلام نے عورت کی آواز کو بھی بڑی حد تک پردہ قرار دیا ہے اور غیر محارم کو جسم کا کوئی بھی حصہ دکھانا تو درکنار انہیں اپنی آواز تک سنانے سے پرہیز کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی عورت نبی و رسل مبعوث ہوئی ہے اور نہ ہی اسے امامت خطابت اور اذان واقامت کا منصب دیا گیا ہے کیونکہ اس میں آواز بلند کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامناسب ونسوانی حیاء کے خلاف بلکہ شدید فتنہ وابتلاء کا بھی موجب ہے اور تو اور عورتوں کو فوتگی کے بعد جبکہ جانبین میں جنس کشش مفقود اور شہوانی خیالات کی تحریک ختم ہوجاتی ہے اس کی میت کیلئے بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جیسا کہ عورت کے کفن میں ملبوس ہونے کے باوجود اس کو قبر میں اتارتے وقت چادر تان کر اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے پھر کفن میں بھی مرد کی بہ نسبت عورت کی ستر پوشی کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ مرد کی میت کے کفن میں لفافہ تہہ بند اور قمیص تین کپڑے ہوتے ہیں اور عورت کیلئے ان تینوں کے علاوہ دو کپڑوں کا اِضافہ کیا جاتا ہے یعنی خاص کر اس کے سر اور منہ کو ڈھانپنے کیلئے اوڑھنی اور سینہ کو اور زیادہ مستور ومحفوظ کرنے کیلئے سینہ بند۔

پردہ کیلئے عورتیں جو لباس اور چادر وغیرہ استعمال کرتی ہیں اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ وہ جاذب نظر زرق برق اور پرکشش وشوخ نہ ہو کیونکہ ایسا لباس وپردہ (پردہ ہونے کے باوجود) خواہ مخواہ دعوت نظارہ دیتا ہے جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں اور پردہ کا مقصد فوت ہو کر فتنہ سامانی کو ہوا ملتی ہے حالانکہ اسلام معاشرتی بگاڑ کے ان تمام رخنوں کا مکمل طور پر سد باب کرنا چاہتا ہے تاکہ کسی صورت بھی برائی کی ترغیب وحوصلہ افزائی کی گنجائش نہ رہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیخرجن وھن تفلات یعنی اگر عورتیں بضرورت صحیح وحاجت شرعی باہر نکلیں تو وہ سادہ معمولی لباس میں ہوں۔ (ابوداؤد شریف)

نیز فرمایا کہ لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ و علموا ھن المغزل و سورۃ النور یعنی عورتوں کو بالاخانوں میں نہ ٹھہراؤ تاکہ تانک جھانک اور بے پردگی نہ ہو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ تاکہ خط و کتابت اور تعلقات قائم نہ کر سکیں اور انہیں چرخہ (وغیرہ امور خانہ داری) سکھاؤ اور سورۂ نور پڑھاؤ (تاکہ وہ مسلمان عورت کے شایانِ شان باپردہ پاکیزہ اور نورانی زندگی گزاریں۔) (بیہقی شریف)

عورت کے پردہ کے متعلق ہم نے مختصراً چند عام فہم اور واضح احکام اور اسلامی معاشرے کے نمایاں خدوخال بیان کئے ہیں جن سے عورت کیلئے پردہ کی تاکید واہمیت ہر مسلمان و باغیرت انسان پر ظاہر ہے بشرطیکہ وہ دِل سے مسلمان ہو اور ہر غیرت سے بالکلیہ محروم نہ ہو چکا ہو اب سوال یہ ہے کہ (الا ماشاء اللہ) کیا پاکستانی عورت اس معیار پر پورا اُترتی ہے جس کا جواب بغیر کسی سوچ و بچار کے ظاہر ہے کہ پاکستانی عورت نہ صرف یہ کہ پردہ کے اسلامی معیار پر پورا نہیں اترتی بلکہ اس سے صریح بغاوت کر رہی ہے۔ تحریر و تقریر میں اعلانیہ احکام اسلام کا مذاق اُڑاتی ہے پردہ کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کرتی ہے اور برسرِعام پوری ڈھٹائی اور بیباکی کے ساتھ پردہ کی دھجیاں بکھیر رہی ہے اس سلسلہ میں سرکاری وغیر سرکاری طور پر اس کی مکمل طور پر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور اسکولوں کالجوں کے فرنگیانہ ماحول سینما وریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات واشتہارات فحش لٹریچر اور مخلوط مجالس وملازمت نے عورت کو ایسا بے پردہ وآزاد کر دیا ہے کہ جسے ملک کی آزادی کا ثمرہ صرف عورت کیلئے ہے اور تحریک پاکستان کی ساری قربانیاں صرف عورت ہی کو عریاں ونمایاں اور بے پردہ وآزاد کرنے کیلئے دی گئی تھیں۔

یہ چست لباس اور اس کی بیشمار برکات نئی تہذیب کی مرہونِ منت ہیں ابھی ہمارے یہاں نئی تہذیب کے انڈے آئے تھے کہ اکبرالہٰ آبادی ان کی ساخت سے ہی گھبرا گئے۔

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی

جناب اکبر کا مرغ فہم کس قدر دُور اندیش اور تیز تھا کہ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جب ان انڈوں میں سے کچھ کچھ بچے نکلنے شروع ہو گئے تھے تو ڈاکٹر اقبال بھی چلا اٹھے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لیکن کسی نے ایک نہ سنی، ابلیس ایک طرف بیٹھا اطمینان سے اپنا تانا بانا بنتا رہا لیکن اکبر یہ سب کچھ کیسے دیکھ سکتے تھے پھر فرمایا کہ

شیطان نے ترکیب یہ تنزل کی نکالی ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلاؤ

نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے لوگوں نے ترقی کے شوق میں لڑکوں کیساتھ لڑکیوں کو بھی جدید تعلیم کے ایندھن میں جھونک دیا اکبر کے حساس دِل میں ایک بار پھر چیس سی اٹھی اور اپنی رائے دے ہی دی کہ

تعلیم دختراں سے یہ اُمید ہے ضرور ناچ دلہن خوشی سے خود اپنی برأت میں

زمانہ شاہد ہے کہ ان کے خدشات کس طرح حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ مزید فرماتے ہیں کہ

کیا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

شادی کے بعد کی صورتِ حال کے متعلق کیا خوب فرمایا کہ

میاں بیوی خدا کے غضب سے دونوں مہذب ہیں انہیں پردہ نہیں آتا انہیں غیرت نہیں آتی

بے راہ روی نے ان کے احساس دل کو بھی چوٹ لگائی فرماتے ہیں کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغرب ہے مد نظر وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور پھر قوم کو غیرت دلائی کہ

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی

آخر وہی ہوا نئی تہذیب نے تیزی سے بال و پر نکالنے شروع کر دیئے پردہ سرکنے لگا یایوں سمجھئے کہ حیا اور غیرت کا جنازہ نکلنا شروع ہو گیا اکبر کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

پردہ اٹھا حجاب گیا شرم گئی اب نئی تہذیب کی برکات ظاہر ہونا شروع ہوگئیں

سیدھی سادھی اور شریف بچیوں پر اس تہذیب کا رنگ چڑھنا شروع ہوگیا اکبر غریب خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور ان کی شرافت کا ماتم اس طرح کیا کہ

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اقبال و اکبر تعلیم نسواں کے بالکل ہی خلاف تھے بلکہ وہ تو خود چاہتے تھے کہ عورت کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے لیکن کس قسم کی تعلیم سے یہ ان کی اپنی زبان سے سنئے کہ اکبر فرماتے ہیں کہ

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر خاتون خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ جب کی تھی اور نہ اب کرتے ہیں آخر میں ایک اور شعر سن لیجئے:۔

دولہا بھائی کی ہے یہ رائے نہایت عمدہ ساتھ تعلیم کے تفریح کی حاجت ہے شدید

پردے کے حکم کی حکمت عملی

اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عورت بیگانے مرد کو نہ دیکھے خواہ نابینا بھی ہو اور بفضلہٖ تعالیٰ جب تک ہمارے معاشرے میں پردہ کی پابندی اور عورتوں کو چار دیواری کے اندر محفوظ رکھا گیا تو ہمارا معاشرہ قابل رشک رہا لیکن افسوس کہ جب سے ہم نے اپنے بچیوں کو بے راہ روا بنایا تو اب ہماری آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔

تعلیم کے اثناء میں جو خرابیاں ان خدا کے بندوں سے ہوا کرتی ہیں وہ اظہر من الشمس کوئی شریف آدمی ان کو برداشت نہیں کر سکتا نامعلوم کتنے ایسے واقعات اسکولوں کالجوں میں ہوئے ہیں، ہم صِرف ایک واقعہ پیش کرنے کی جراٗت کرتے ہیں۔

ایک مقامی کالج نے ایم اے کی دو طالبات کو اس بناء پر کالج سے نکال دیا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی نوجوان کو لڑکیوں کا لباس پہنا کر اپنے ہوسٹل کے کمرہ میں لے گئیں تھیں۔ چوکیدار کو انہوں نے حکم دیا کہ یہ تیسری لڑکی ان کی مہمان ہے اور چوکیدار کو شام کے اندھیرے میں یہ شبہ بھی نہ ہوا کہ ان کے ساتھ زنانہ لباس میں لڑکی نہیں لڑکا ہے۔ گئی رات تک ان لڑکیوں کے بند کمرے میں ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کا ہنگامہ ہوتا رہا۔ شروع شروع میں ملحقہ کمروں میں رہنے والی لڑکیوں کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ساتھ والے بند کمرے میں کیا ہو رہا ہے مگر جب لڑکیوں کی آوازوں کے ساتھ مردانہ آواز بھی سنائی دینے لگی تو بالکل ساتھ والے کمرے میں جمع ہو کر کچھ لڑکیوں نے ہر کرسی پر کرسی اور اسٹول رکھا اور اس طرح روشندانوں سے جھانک کر اندر کا اخلاق سوز منظر دیکھ لیا۔ اس انکشاف پر ہوسٹل کی لڑکیوں نے چپکے سے ان دونوں لڑکیوں کے کمرے کو باہر سے بند کر دیا اور ہوسٹل کے منتظمین کو اِطلاع دیدی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو لڑکیوں نے جلدی سے لڑکے کو اپنی کپڑوں کی الماری میں چھپا دیا مگر بھانڈا پھوٹ کر رہا۔ بعد ازاں تحقیقات کے بعد ایم اے کی ان طالبات کو جو بڑے ہی شریف اور معزز گھرانوں کی لڑکیاں ہیں کالج سے نکال دیا گیا اور ان کے ساتھ غیر ملکی مہمان تھے وہ بھی ان کا ایک آشنا تھا جو بھیس بدل کر اپنا منہ کالا کرنے آیا تھا۔ اس جیسے واقعات بیشمار ہیں لیکن یاد رکھئے کہ یہ جرائم اوّلاً ان لڑکیوں کے ماں باپ یا ان کے سربراہوں کے نام درج ہو رہے ہیں پھر قیامت میں سزا میں لڑکیاں اور ان کے سربراہ برابر ہوں گے۔ انہی وجوہ سے اوّلاً لڑکیاں نکاح جیسی مقدس عبادت و معاشرہ کے خوشگوار پھل کو کڑوا قرار دیتی ہیں۔

ایک جائزہ کے مطابق کالج کی طالبات میں ۶۵ لڑکیاں شادی کے بندھن سے آزاد رہنا چاہتی ہیں۔ ڈاکٹری کے پیشہ کی طرف بھی خواتین کی رغبت بڑھتی جارہی ہے اور برقعوں کی جگہ سفید کوٹ لے رہے ہیں۔ مخلوط تعلیمی اِداروں میں پڑھنے والی طالبات میں سے 80% طلبات فلموں کی شوقین ہیں۔ لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ جب کالجوں کی 80% طالبات فلموں کی شوقین ہوں گی توان میں شادی بیان کا پرانا تصوُّر یقیناً باقی نہیں رہ سکتا، وہ شادی کے بجائے خالص فلموں کی سی رومانی زِندگی کوترجیح دیں گی اور ظاہر ہے کہ روشن خیالی اس کو مطلوب قرار نہیں دیتی کہ شادی کے بغیر رومان لڑاتے رہو اگر کہیں شادی کریں گی تو اپنی مرضی پر خواہ باپ کی ناک کٹ ہی کیوں نہ جائے۔ **بیشمار واقعات شاہد ہیں صرف ایک کہانی ملاحظہ ہو۔**

(لاہور، ۸ ستمبر، اسٹاف رپورٹر) مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا، میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ساتھ گئی تھی اور میں نے بعدازاں اس سے شادی کرلی تھی۔ میں بالغ ہوں اور اپنی مرضی کی مختار۔ یہ بیان گجرات کی نوجوان مغویہ نرس نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں دیا۔ مغویہ لاہور کے گنگارام ہسپتال میں نرس کی خدمات انجام دے چکی ہیں اور سول لائنز پولیس نے اس کے والد محمد حسین کے بیان پر اس کے اغواء کا کیس رجسٹر کیا تھا۔ پولیس کے مطابق یکم نومبر کو نصرت اللہ کا والد گنگارام ہسپتال میں علاج کیلئے داخل ہوا۔ اس عرصہ میں وہ اپنے باپ کی عیادت کیلئے آتا رہا اور وہیں پر اس لڑکی سے اس کے تعلقات قائم ہوگئے تھے۔ ایک روز وہ اطلاع دیئے بغیر ہسپتال سے غائب ہوگئی۔ ۱۰ نومبر ہسپتال کے حکام کو نرس کی طرف سے ایک تار ملا، جس میں اس نے ان سے بلا اطلاع غائب ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ اس کا والد اچانک فوت ہوگیا تھا اس نے تار کے ذریعہ مزید چھٹی طلب کی تھی۔ ابھی حُکام اس تار پر کوئی فیصلہ نہ کرپائے تھے کہ نرس کا باپ گجرات سے اپنی لڑکی کو ملنے کیلئے ہسپتال آیا۔ جب اسے لڑکی کے غائب ہونے کا علم ہوا تو اس نے سول لائنز پولیس میں اس کے اغواء کی رپورٹ درج کردی۔ جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی۔ آج نصرت اللہ نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں حاضر ہوکر ضمانت قبل از گرفتاری کیلئے درخواست پیش کی۔ درخواست کے ہمراہ نرس کی بلوغت کا سُرٹیفکیٹ اور اس کا حلفیہ بیان منسلک کیا گیا تھا۔ اپنے حلفیہ بیان میں نرس نے بتایا کہ میں چھ ماہ قبل اپنے والد سے علیحدہ ہوکر گجرات سے لاہور آئی تھی، جہاں میں نے گنگارام ہسپتال میں بطور نرس ملازمت کرلی پھر یہیں سے میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ہمراہ کراچی چلی گئی اور اس سے شادی کرلی۔ نرس نے اپنا وہ بیان بھی عدالت میں پیش کیا جو اس نے ایس۔ ڈی۔ ایم کراچی کی عدالت میں دیا تھا اور جس میں اس نے برضاء ورغبت نصرت اللہ سے شادی کا اِقرار کیا تھا۔ تقریباً ہر شہر میں روزانہ ایسے شرمناک واقعات کا ہونا ایک معمول سا بن گیا ہے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں مغرب زدہ انگریزیت سے محو ہوتی چلی جارہی ہیں خصوصاً مولوی، پیر، سیّد، شیخ، مسند نشین کی اولاد لڑکی لڑکا تو زیادہ بے راہ رو ہو رہے ہیں۔ ہمارے مسلم بھائی اسلامی تربیت سے یا تو نا آشنا ہوتے ہیں یا آشنا ہوتے ہوئے

حکایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ بیٹے کا مقدمہ پیش ہوا۔باپ نے کہا یہ میرا لڑکا میرے حقوق ادا نہیں کرتا آپ نے لڑکے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا اولاد کے بھی ماں باپ پر کچھ حقوق ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت ہیں من جملہ انکے ایک یہ ہے کہ شریف عورت سے نکاح کرے تاکہ اولاد اچھی ہو نام اچھا رکھے تاکہ اس کی برکت ہو اور علم دین سکھلائے۔لڑکا بولا باپ نے میرے خاک حقوق ادا کیئے نکاح کیا تو لونڈی سے اور میرا نام رکھا جعل بمعنی گو کا کیڑا اور کبھی ایک دن بھی دین کی بات نہیں سکھائی۔اب مجھ سے حقوق کی ادائیگی کا کیا معنیٰ ۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور اسکے باپ سے فرمایا کہ جاؤ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے لہٰذا مقدمہ خارج کر دیا بعینہ یہی ہماری حالت ہے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجتے ہیں، جا کر ہماری ناک کاٹ دیتی ہیں پھر ہم روتے ہیں لیکن آپکا رونا بے سود ہے رونا اس وقت چاہیے تھا جب یہ چھوٹی تھیں اور ان کی تربیت ہمارے ذمہ فرض تھی اور ہم نے غفلت یا بے توجہی سے کام لیا تھا اب نوبت باینجاں رسید کہ باپ منبر نبوی علیہ السلام کی زینت ہے تو لڑکی قحبہ خانہ کی بانو۔

یہاں ایک باپ بیٹی کا مکالمہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے ہماری خواتین خود نہیں بگڑی ہم نے خود بگاڑی ہیں۔

باپ بیٹی کا مکالمہ

باپ

یہ تیرا بے حجابانہ سرِ بازار آجانا
یہ اٹھلانا تھرکنا مستی رفتار دکھلانا
ادائے خاص پہلو بدلنا مسکرانا
بصد ناز و ادا رہ رہ کے زلفوں کا یہ سلجھانا
یہ شان دلربائی ریشمی آنچل کو لہرانا
کبھی شانے سے لٹکانا کبھی سینہ سے ڈھلکانا
بہانے کے لئے رہ رہ کے انگلی کا یہ چٹخانا
کلائی کی گھڑی اس طرح نظروں میں چمکانا
تجھے یوں دیکھ کر بیٹی پسینہ چھوٹ جاتا ہے
مری غیرت کا نازک آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے
تو میری لاج اے بیٹی بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مجھے برباد کر دینا تمہارا کام ہے پاپا
غلط ہے مجھ پر عریانی کا جو الزام ہے پاپا
یہ کس کا نظریہ تھا جس کا شہرہ عام ہے پاپا
کہ مقصد زندگی کا عیش ہے آرام ہے پاپا
غمِ دیں ہے نہ کچھ تم کو غمِ ایام ہے پاپا
تمہارے مذہب و ایماں کا دولت نام ہے پاپا
تمہاری دی ہوئی تعلیم کا انجام ہے پاپا
میری رسوائیوں میں آپ کی فطرت نمایاں ہے
میری عریانیت میں آپ کا کردار عریاں ہے

حضور والد ماجد یہ بیٹی کی گذارش ہے......

باپ

بڑی چنچل بڑی طرار ہے شوخی میں یکتا ہے
زباں آور ہے تو گر دیدۂ صہبا و مینا ہے
تو ماہر رقص کی ہے اور اچھا گا بھی لیتی ہے
تو جانِ بزم بنتی ہے دِلوں پر چھا بھی لیتی ہے
جہاں پہنچی زمانہ تجھ کو ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے
یہ تہذیب نوی تو حلقۂ فتراک ہے بیٹی
یہ طرزِ زندگی بھی کس قدر ناپاک ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مگر اب نیکیوں سے دل لگاؤں کیسے ممکن ہے
جوانی کے تقاضوں کو چھپاؤں کیسے ممکن ہے

مجھے مشرق کی نسوانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
میرا مطلب ہے انسانی ادائیں اب نہیں بھاتیں

ہوس کاروں کی دنیا کی کہانی ہے جہاں میں ہوں
نشاط و عیش جزوندگانی ہے جہاں میں ہوں

میں پاکیزہ فضا میں لمحہ بھر بھی جی نہیں سکتی
کہ میں زہرآب کی عادی ہوں امرت پی نہیں سکتی

مجھے ہر چند اپنے کو بدل لینے کی خواہش ہے

باپ

یہ سرخی اور یہ لالی یہ پوڈر اور یہ غازہ
یہ سب جان ہیں تیری انہیں کی تو ہے دلداہ

نئے فیشن کی متوالی شکار دام خود بینی
یہ اسنو کی لپٹ کپڑوں سے اڑتی سینٹ کی خوشبو

زر افشاں مانگ تو سرمہ سے آنکھیں دیدۂ آہو
طلائی چوڑیاں ہاتھوں میں اور زیب گلو لاکٹ

بجائے پان دانتوں میں دبائے ٹافی بسکٹ
تو یوں آراستہ ہوکر قیامت بن کے چلتی ہے

لئے ہاتھوں میں رنگیں پرس پکنک پر نکلتی ہے
بجا تہذیب حاضر کا تو ایک شاہکار ہے بیٹی

مگر خود اپنی ملت کے لئے صدعا رہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مجھے تقلید مغرب کا سبق کس نے پڑھایا ہے
مجھے کس نے نئ تہذیب میں ڈھلنا سکھایا ہے

حسیں تتلی کی طرح رقص کی ترغیب دی کس نے
میرے سر سے ردائے شرم وعفت کھینچ لی کس نے؟

میری گھٹی میں سرخی اور غازہ کس نے گھولا ہے؟
یہ میں نے خودسری و بے حیائی کس سے سیکھی ہے؟

خود ہی سوچو کہ میں نے خودنمائی کس سے سیکھی ہے؟
مری شرم وحیاء کے خون سے کس کے ہاتھ رنگیں ہیں

میرے صدق وصفا کے خون سے کس کے ہاتھ رنگین ہیں
میں چربہ ہوں تمہاری طینت و اطوار کا ڈیڈی

تمہارے دِل پہ چرکا ہوں تمہارے وار کا ڈیڈی
یہ سب کچھ تو فقط آں محترم ہی کی نوازش ہے

باپ

تو خاتونِ حرم تھی کاش خاتون ہی رہتی — تو اپنے غیر ملی کو سینہ سے لگالیتی
بہت اونچی ہے تیری آن تو اس کو بچالیتی — وفا پیکر بنی رہتی وقار اپنا بڑھا لیتی
خوش اطواری و خوش خلقی شعار اپنا بنالیتی — بنا کر کاش اپنے گھر کو صد رشک جہاں رکھتی
تو اپنی غایتِ ہستی جو پالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

میں ایک شمع حرم تھی کاش شمع حرم رہتی — میں اپنے مختصر سے گھر کے ہنگاموں میں ضم رہتی
وقار ملت بیضا کو سینے سے لگاتی میں — وطن کی قوم کی عظمت کو عزت کو بچاتی میں
مری آغوش شفقت میں جو بچے تربیت پاتے — جواں ہو کر زمانے کو پیام امن پہنچاتے
میرے پاپا ابھی کچھ وقت باقی ہے سنبھل جاؤ — بدلنا ہے اگر مجھ کو تو پہلے خود بدل جاؤ
مجھے بھی ناگوار اپنی جوانی کی نمائش ہے

رضائے مصطفیٰ رجب ۱۳۷۸ھ

مذکورہ مکالمہ سے نتیجہ نکالنا آسان ہوگیا کہ آج ہم اپنی لڑکیوں کو کالج اسکول کی انگریزی تعلیم دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑہ مار رہے ہیں اور پھر قیامت میں سزا علاوہ ہوگی۔

ویسے ہر ایک کو نیک صحبت ضروری ہے۔ خصوصاً یہ عورتیں جو عقلاً کمزور ہیں ان کے لئے تو اشد ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اولاد کی پرورش کی وجہ سے نیک سیرت ماں کا انتخاب فرمایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة** (رواہ مسلم)

دنیا سب کی سب متاع ہے لیکن بہترین متاع نیک بخت بیوی ہے اور فرمایا کہ

ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللّٰہ خیر الہ من زوجة صالحة (الحدیث)

یعنی مومن کو تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ نیک بخت بیوی ہے وجہ ظاہر ہے کہ عورت نیک ہوگی تو اس کا اثر بچوں پر پڑے گا چند ایک حکایت آگے چل کر پڑھیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ ماں کی تربیت اولاد پر کتنا اثر انداز ہوتی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کربلا میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش دودھ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھا اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت کو ماں کی تربیت نے اُجاگر کیا۔ اسی طرح بڑے جرار وشیر بہادر اور دُنیا کی معروف شخصیتیں ماں کی گود کا اثر ہیں آج ہمارا معاشرہ کیوں نہ بگڑے جبکہ مائیں کنواری باپ کنوارہ اور پھر بچے جنم لیں تو سینما میں کلب میں بس میں گاڑی میں......

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

انتباہ...... قدیم سے دستور چلا آرہا ہے کہ باطل جب حق سے مغلوب ہوتا ہے تو حق کو نیچا کرنے کا آخری حربہ یہی استعمال کرتا ہے کہ عورت کو میدان میں لائے تا کہ کسی طرح حق کی طاقت کمزور ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ **اول فتنہ بنی اسرائیل کانت فی النساء** (رواہ مسلم) یعنی سب سے پہلے فتنہ بنی اسرائیل میں عورت کی وجہ سے ہوا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا لشکر جبارین کی سرکوبی کیلئے لائے جبارین نے بلعم باعور کو بددعا پر مجبور کیا۔ اس نے بددعا کی لیکن کارگر نہ ہوئی بالآخر یہی تدبیر سوچی کہ دوشیزہ حسین عورتیں سنگھار کر کے بنی اسرائیل کے لشکر کے آگے بھیجی جائیں تا کہ کسی طرح وہ زِنا میں مبتلا ہوں اور اس شامت سے وہ ہم پر غالب نہ ہوسکیں۔ چنانچہ عورتیں ہار سنگھار کر کے لشکر موسیٰ کے سامنے آئیں ایک عورت کتی بنت صور پر بنی اسرائیل کے ایک سردار زمزم بن شالوم کی نظر پڑی تو وہ فریفتہ ہوگیا اور اسے پکڑ کر اوّلاً موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں لایا اور کہا کہ کیا آپ کی شریعت کے حکم سے ایسی حسینہ جمیلہ چھوکری مجھ پر حرام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے تو رہا نہیں جاتا اور نہ ہی میں اس حکم کو مانتا ہوں۔

چنانچہ اس بدبخت سے زِنا کا ارتکاب ہوا، تو اس کی نحوست سے بنی اسرائیل پر وباء آئی اور ایک ہی ساعت میں ستر ہزار بنی اسرائیل موت کے گھاٹ اُترے۔ اس امر کا علم حضرت فنحاصد جو ہارون علیہ السلام کے پوتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داروغے تھے کو ہوا تو انہوں نے زمزم اور اس کی محبوبہ کو اسی کے خیمہ میں تہہ وتیغ کیا۔ تب وباء دفع ہوئی۔

اسی طرح فاروقی لشکر کے ساتھ بھی نصرانیوں نے کھیل کھیلا تھا۔ جیسا کہ مؤرخین کو معلوم ہے بعینہٖ اسی طرح انگریز نے جب دیکھا کہ ہند کے مسلم شہ زور میرے قابو میں نہیں آتے تو اس نے یہی پرانا جال بچھانا شروع کیا۔ اوّلاً مردوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا پھر عورتوں پر ہاتھ صاف کئے۔ اب ہمیں ملک تو دے گیا لیکن ہماری قوم کو ایسا مسخ کر گیا ہے کہ اب ان کا علاج صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ محال نہیں بلکہ وبال ہے کہ اگر قوم کو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے کالج اور یہ تمہارے لڑکے اور لڑکیاں تعلیمات سے دُور ہیں تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہہ دیتے ہیں کہ ملا دقیانوسی خیال اور تنگ ظرف اور شرارتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ نہیں سوچتے کہ ملا خود نہیں کہتا یہ محقق واقع ہوا ہے پرانی یاد تازہ کر کے عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

انگریزی تعلیم کے بہت بڑے علمبردار سر سیّد علیگڑھی لکھتے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کا ہندوستان میں بہت چرچا تھا اور سب یقین جانتے تھے کہ سرکار (انگریزی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکول میں آئی تعلیم پائیں اور بے پردہ ہو جائیں یہ بات حد سے زیادہ ہندوستانیوں کو ناگوار تھی بعض اضلاع میں اس کا نمونہ بھی قائم ہو گیا تھا۔ پرگنہ وزیٹرز اور ڈپٹی انسپکٹر یہ سمجھے تھے کہ اگر ہم سعی کر کے لڑکیوں کے مکتب قائم کر دیں گے تو ہماری بڑی نیک نامی گورنمنٹ میں ہوگی اس لئے وہ ہر طرح پر بہ طریق جائز و ناجائز لوگوں کے واسطے قائم کرنے لڑکیوں کے مکتبوں کے فہمائش کرتے تھے اور اس سبب سے زیادہ تر لوگوں کے دلوں میں ناراضگی تھی۔ (مقالات سر سید، حصہ نہم، ص ۱۷)

فائدہ......سر سید کے اس اقتباس سے لڑکیوں کی تعلیم انگریز کی دلچسپی وخوشنودی اور گورنمنٹ انگریزی کے ایجنٹوں کی سعی و جدوجہد اور ہندوستانیوں کی لڑکیوں کی تعلیم سے نفرت و بیزاری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ زنانہ تعلیم کے سلسلہ میں انگریز کی کوشش و سازش کامیاب اور ہندو و پاکستانیوں کے خدشات دُرست ثابت نہیں ہوئے۔ کیا انگریز کے مطلب ومنشا کے مطابق ان نام نہاد اسکولوں کالجوں نے طالبات کو بے پردہ کر کے انہیں مذہب، معاشرہ، والدین اور اپنی تمام قومی واسلامی روایات کا باغی نہیں بنا دیا یا نہیں۔

یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف
جو کلیسا کے عسائر سے کبھی نہ ہو سکا کر دکھایا وہ کلیسا کے مدارس نے کمال

انتباہ......ہم نہ تو کالج کے مخالف ہیں نہ کالج کے طلباء وطالبات کے دشمن اور نہ ہی لڑکیوں کی دینی تعلیم کے منکر بلکہ ہم کالج کے غلط ماحول سے نفرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ کالج کے ماحول کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا چاہئے اور طلباء کو اخلاقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرت اسلامیہ کا نمونہ بننا چاہئے اور عورتیں تعلیم ضرور حاصل کریں لیکن گھر کی چار دیواری کے اندر اور وہ بھی اپنے اقارب سے، کالج کی لڑکیوں کو تعلیم دلانے میں شرعی اور اخلاقی بیشمار خرابیاں لازم ہیں۔ جن سے کسی ذی شعور کا انکار نہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس تعلیم سے لڑکی پردہ کی مقدس چادر کو گندی نالیوں میں پھینک دیتی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کے منافی ہے ان بندگان خدا کی لڑکیاں گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ جیسی باعزت چادر کو چاک کرکے کہ جس کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی گوارہ نہ فرمایا کہ جس طرح عورت کو غیر مرد نہ دیکھے، اسی طرح عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن مکتوم ایک نابینا صحابی آئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احتجبا منه اس سے پردہ کرلو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نابینا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ افعميا و ان انتما الستما بتعرانه کیا تم اندھی ہو کیا تم اسے دیکھتی نہیں ہو۔ (رواہ ترمذی واحمد وابوداؤد)

کتنا نازک مقام ہے کہ ایک طرف امہات المؤمنین اور دوسری طرف ایک صحابی جو جلیل القدر ہیں جن کیلئے سورۂ عبس نازل ہوئی یہاں کسی قسم کے وسوسہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن نگاہ نبوت معاشرے کی اِصلاح کیلئے گوارہ نہیں کرتی کہ ایک اجنبی مرد کو اجنبی عورت دیکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کا چلنا پھرنا سرتاپا شہوت انسانیہ کا داعی بن کر شیطان کو قابو کرنے میں ناکام ہوتا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ النساء حبائل الشيطان یعنی عورتیں شیطان کے اسباب اور وسائل وجال ہیں (بیہقی) اور فرمایا کہ المرأة فاذا خرجت استشرفها الشيطان عورت عورت ہی ہے جب جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کے سامنے اسے اچھا کرکے دکھاتا ہے۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ ان المرأة تقبل في صورة شيطان و تدبر في صورة شيطان (الحدیث مسلم شریف) بیشک عورت آتی ہے تو صورت شیطان میں اور جاتی ہے تو بھی صورت شیطان میں۔ گھر سے باہر نکلتے ہی اس کے آس پاس شیطان ہوتا ہے جس سے دیکھنے والوں کو گمراہ کرنے میں اسے آسانی مل جاتی ہے۔

ایسے صریح ارشادات کے سامنے ہماری قوم کی عورتوں کا رونا کہاں تک رویا جا سکتا ہے کہ پردہ تو درکنار بے پردگی میں ہماری زندگی کے ہر شعبے میں عورت ہی عورت بعض ہے پھر معاشرہ کس طرح صحیح رنگ اتار سکے جبکہ ہماری قوم کی لڑکیاں جو ہمارے معاشرے کا ایک بہترین زیور گھر کی زینت تھی جب باہر نکلیں تو شیطانیت کا پیاسہ ڈاکو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے گنوائے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک معمولی آدمی اپنی دولت کو چوروں سے محفوظ رکھنے کا کتنا بندوبست کرتا ہے لیکن ہمارے معاشرے کی ڈیڑھ من کی دولت بازاروں، سینماؤں، کالجوں، اسکولوں، دفتروں، اسمبلیوں، مخلوط اِداروں وغیرہ میں آوارہ پھرتی ہیں پھر معاشرہ کے ڈاکو کیوں نہ ڈاکہ زنی کریں۔ ملاحظہ ہو۔

لڑکیوں کی تعلیم عام ہو رہی ہے اکثر طالبات درسگاہوں کو پیدل جاتی ہیں اس میں انہیں کئی قباحتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بازاروں اور ایسی شاہراہوں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں بھاری ٹریفک ہوتا ہے اور ہر وقت تصادم کا خطرہ رہتا ہے اور پھر ان طالبات کو ہوس کا اور سطحی آوازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان درسگاہوں میں چھٹی ہوتی ہے تو بعض آوارہ چھوکرے فلمی گانے الاپتے نظر آتے ہیں بے مقصد قہقہے بلند کرتے ہیں اور ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہ کرے گا۔ (نوائے وقت لاہور ۱۹۶۱ھ)

ایک بیباک طالبہ کی کہانی اس کی زبانی

میں ہر روز اپنے تانگہ میں کالج جاتی ہوں۔ اتفاق سے ایک روز تانگہ خراب ہوگیا تو بس میں جانے کا ارادہ ہوا اور اسی ارادے کے تحت بس اسٹاپ پر آئی اور اس کا انتظار کرنے لگی۔ چند کالج کے طلباء وہاں پہنچ گئے اور مجھ پر آوازیں اور فقرے کسنے لگے۔ چونکہ میں بے پردہ تھی۔ ایک طالب علم نے کہا کیا حسن پایا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ آہا ہا کیا آہو چشم ہے۔ تیسرے نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی شراب پی کر آئی ہیں۔ چوتھے نے کہا کہ شراب سے مست نہیں بلکہ شباب نے ان کی آنکھوں میں مستی بھر دی ہے۔ پہلے نے پھر کہا کہ ارے یار اس کے ہونٹ تو دیکھے کیسے پتلے پتلے ہیں۔ دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہونٹ نہیں بلکہ گلاب کی دو پنکھڑیاں ہیں۔ تیسرے نے اور مسالحہ لگایا سرے نے تو سونے پہ سہاگہ لگا دیا ہے۔ اب پھر پہلے نے کہا کیا بال ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھٹا چھائی ہوئی ہے اور دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور چاند بالوں کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ تیسرے نے کہا اور اس کی دو دو چوٹیاں تو ناگن ہیں ناگن کہ ڈسنے کو آرہی ہیں۔ چوتھے نے اکڑ کر کہا کہ تمہیں کسی کی تعریف کرنا تھوڑی ہی آتی ہے اس کا سچا حلیہ میری زبان سے سنو۔ زور سے کہتا ہے کہ

مستی نواز شوخی انداز کافرانہ   زلفیں سیاہ گھٹا آنکھیں شراب خانہ

اتنے میں بس آگئی اور میں بس میں سوار ہوگئی تو چوتھے طالب علم نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا کہ

جاتی ہو خدا حافظ پر اتنی گذارش ہے   جب یاد ہماری آئے ملنے کی دعا کرنا

دوسرے دن عمداً تانگہ درست ہونے پر بھی بس اسٹاپ پر آئی مگر بے پردہ نہیں بلکہ باجی کا برقع پہن کر وہاں وہی طالب علم موجود تھے شاید میرا ہی انتظار تھا مجھے پہچان نہ سکے اور مجھے پہچانتے بھی کیسے میں برقع میں جو تھی ان میں گفتگو ہو رہی تھی میں نے اپنا دھیان و خیال اسی طرف کر دیا۔ پہلے نے کہا کہ کیوں یار کیا بات ہے ابھی تک نہیں آئی۔ دوسرے نے کہا شاید کل کی باتوں سے چڑ گئی ہوگی اور دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہوگا۔ تیسرے نے کہا کہ یہ ان لڑکیوں میں سے نہیں معلوم ہو رہی تھی جو ذرا ذرا سی باتوں سے چڑ جاتی ہیں یہ چڑ جانا تو پردہ دار غیرت والی عورتوں کا کام ہے جو ذرا سی گستاخی برداشت نہیں کرتیں چوتھے نے کہا کہ یہ خالہ بی کہاں سے آدھمکیں (میری طرف اشارہ کر کے) پہلے نے طنزاً کہا بڑی آئیں پردہ کرنے والی دوسرے نہ کہا کہ یہ غلط بات ہے پردہ کرنے والی عورتوں کو چھیڑنا درست نہیں۔ چوتھے نے کہا کہ کیوں بغیر پردہ والی عورت عورت نہیں ہوتی پھر اس کو کیوں چھیڑتے ہو (یہ کل میری طرف اشارہ تھا) تیسرے نے جواب دیا کہ وہ ہم کو مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کو دیکھیں اور ان کے حسن اداؤں جوانی اور غرض کہ ہر چیز کی تعریف کریں اس لئے تو۔۔۔ پہلے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا خوب بن ٹھن کر بازاروں، کالجوں، پارکوں، باغوں میں بے پردہ گھومتی اور گشت لگاتی ہیں دوسرے نے کہا یہ بالکل صحیح ہے آپ لوگ ہی دیکھئے

کل ایک لڑکی آئی تھی اس کو ہم لوگوں نے خوب بنایا آوازیں کسیں لیکن یہ (میری طرف اشارہ) جب سے کھڑی ہوئی ہیں کوئی ہم سے پرواہ اور دھیان تک نہیں ۔ بندہ تعریف کرے تو کس چیز کی کرے سب پوشیدہ ہے صرف زیادہ سے زیادہ شوز اور برقع کی کر سکتے ہیں۔ پہلے تو یہ عورتیں مردوں پر لعنت ملامت کرتی ہیں کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں مگر ان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا دوسرے کو تنگے کو دیکھ پاتی ہیں اتنے میں بس آگئی اور میں کالج چلی گئی۔ (ماخوذ)

پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں بڑا اثر ہوتا ہے ہمارے جاٹ لوگ کہا کرتے ہیں کہ گورے کو کالے کے ساتھ باندھو تو وہ اگر شکل نہیں بدلے گا تو ایسی عادت پر ضرور چلے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ خصوصاً وہ شخص جو معظم بھی ہو اور پھر استاد سے اور کون زیادہ معظم ہو سکتا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آزادی اور بیبا کی ان لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ خصوصاً اسکول کالج میں تو مختلف طبقات اور مختلف خیالات کی لڑکیاں روزانہ جمع ہوتی ہیں اور پھر وہاں ایسے اسباب رونما ہوتے ہیں جن کا لڑکیوں کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے اور ایسی صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے پھر بقول کے مشاہدہ ہے کہ اسکول اور کالج کی استانیاں اکثر و بیشتر بڑے درجے کی مکار و غدّار ہوتی ہیں جو بڑے آدمیوں سے پیسے لے کر وکالت کا کام بھی کرتی ہیں اور بجائے نیک تربیت دینے کے پوری ایکٹر بنا دیتی ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر اسکولوں کالجوں میں ہو رہا ہے اور آئے دِن اخبارات میں سینکڑوں واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں بلکہ ہمارے معاشرے کا فساد نوے فیصد اسی خرابی کا شکار ہیں۔ فا لی اللہ المشتکی

فصل...... عورت میں انفعالی مادہ ہے اور ایسا زوردار کہ پانی کی رو پھر بھی کم ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے عشقیہ غزلیں اور اشعار پڑھنا شرعاً ممنوع ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرِ زناں کا ذکر فرمایا ہے۔ (مشعلۃ الارشاد، ص ۵)

شفا شریف میں فرمایا کہ کرہ بعض السلف تعلیم النساء سورۃ یوسف لضعف معرفتھن و نقص عقولھن و ادراکھن یعنی بعض سلف صالحین نے لڑکیوں کو سورۂ یوسف کی تعلیم دینا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ لڑکیوں کی سمجھ کمزور اور عقل و ادراک ناقص ہے اور زنانِ مصر کے ذِکر سے ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ مقام غور ہے کہ جب کمالِ احتیاط کے طور پر مکرِ زناں کے ذکر پر مشتمل ایک سورۂ قرآنی کی تفصیل و ترجمہ لڑکیوں کو پڑھانا مکروہ و منع ہے تا کہ ان کا ناپختہ ذِہن مکرِ زناں سے متاثر نہ ہو تو اسکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول میں لڑکیوں کو مروجہ انگریزی تعلیم دلانا کیسے مکروہ و ممنوع نہ ہوگا اور حیاء تو پہلے سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر عشق و محبت اپنا کام کر ڈالتے ہیں۔ پھر ایک نہیں کئی عاشق ساتھ رکھنے کو اپنا فخر سمجھتی ہیں۔

چنانچہ ایسے واقعات شاہد ہیں۔ جنگ راولپنڈی ۲ جولائی ۶۳ء میں ایک عورت کا عدالتی بیان ملاحظہ ہو۔

نذیر، رفیق، بابو، صادق یہ چاروں میرے عاشق ہیں ان میں سے کوئی ایک مل جائے تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن میرا شوہر دادو میرے قابل نہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ...... ابھی چونکہ ابتداء ہے اور دل بھی زنانہ اور کمزور ڈر کے مارے ایسا کہتی ہے ورنہ اس کے دل سے پوچھو تو کہہ اٹھے گی کہ ان سے بھی جی نہیں بھرا کیا کروں کروڑوں جوان نہیں میں نے ان کے اندرونی جذبات کی ترجمانی اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ حدیث شریف کے فرمان کے مطابق عرض کیا ہے۔

کماقال علیہ السلام اربع لا تشبع من اربع ارض من مطر و انثی من ذکر و عین من نظر و عالم من علم

(الحاکم فی التاریخ .... (من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ للدر المنثور للسیوطی ۲۱)

چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں: زمیں بارش سے۔ عورت ذکر سے۔ آنکھ دیکھنے سے۔ عالم علم سے۔

حدیث شریف کی تصدیق خالقدینا ہال کے انجمن فلاح نسواں کے زیر اہتمام کراچی کی خواتین اور طالبات کے ایک مشترکہ جلسہ کی ایک ایک آواز نے فرمائی جب کہ انہوں نے عائلی قوانین کی تنسیخ کے خلاف تقریریں کیں اور ایک مقررہ صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے تو عورتوں کو بھی چار شوہر رکھنے کی اجازت دی جائے۔ (جنگ کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ھ)

اس قسم کی واردات اور عورتوں کے اس قسم کے جذبات کے دلائل اور حکایات لاتعداد ہیں خوف طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا لیکن......

العاقل تکیفہ الاشارہ دانا را اشارہ کافی

پھر اس کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ جب ایک چھوکری کے متعدد عاشق اٹھ کھڑے ہوں پھر تو کشت و خون لازمی امر ہے اور آئے دن اخبارات میں اس قسم کے واقعات ہمارے احباب پڑھتے ہیں کہ کہیں کشت و خون کے قصے کہیں اغواء کی وارداتیں کہیں خودکشی کے افسانے کہیں کچھ اور کہیں کچھ یہاں صرف ایک کہانی قابل ذکر ہے۔

کراچی ۱۴ جولائی استغاثہ کے مطابق ملزم گلزار خان نومبر ۵۵ھ میں مسماۃ شیریں سے شادی کر کے ضلع ہزارہ سے کراچی آ گیا۔ شیریں کا آشناء (عاشق) شاداب خان بھی کچھ دونوں بعد کراچی پہنچ گیا۔ گلزار خان اپنی حسین بیوی کی بہت سختی سے نگرانی وحفاظت کیا کرتا تھا۔ ایک دن گلزار خان مزدوری کیلئے گیا ہوا تھا جب وہ دوپہر میں اچانک واپس آیا تو اس نے اپنی حسین بیوی شیریں کو شاداب کے ساتھ دیکھا اور مشتعل ہو گیا اور خنجر سے شاداب کو ہلاک کیا اور شیریں کو پلنگ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور شیریں کی نظروں کے سامنے ہی شاداب کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا۔ شیریں اس منظر کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی۔ ملزم پہلے اسے ہوش میں لایا جب شیریں ہوش میں آئی تو ملزم نے پلنگ پر ہی اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ دردناک چیخیں سن کر محلّہ والے جمع ہو گئے لیکن کسی میں ملزم کو پکڑنے کی ہمّت نہ ہو سکی پھر محلّہ والوں کی موجودگی میں ملزم نے اپنی بیوی کا خون پیا اور بعد میں لوگوں پر حملہ آور رہوا۔ (روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۵ جولائی ۵۸ھ)

عجوبہ......عورت کے ایسے جذبات فطری ہیں وہ جوان ہو یا بوڑھی چنانچہ اصمعی صاحب سے ایک کہانی سنئے:۔

جناب اصمعی صاحب فرماتے ہیں کہ بینما انا الطواف حول الکعبة علی قفاره کارة و هو یطوف میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میرا ایک شخص سے سابقہ پڑا جسکے سر پر ایک گھٹڑی ہے اور طواف میں مصروف ہے۔ میں نے کہا کہ الطواف و علیك کارة تو طواف کرتا ہے اور تیرے سر پر گھٹڑی ہے۔ اس نے کہا کہ ھذہٖ والدتی التی تمشی فی بقتھا قسقه اشھر اریدان اودی حقھا یہ تو میری والدہ ہیں جس نے مجھے اپنے پیٹ میں نو ماہ اٹھائے رکھا، میرا ارادہ ہوا کہ کس طرح اس کا حق ادا ہو جائے۔ میں نے کہا کہ الا ادلك علی ما تئودی به حقھا تجھے ایسی تدبیر نہ بتاؤں کہ جس سے تیری والدہ کا حق ادا ہو جائے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ تزوجھا اس کا کسی سے نکاح کر دے۔ جوان کو مجھ سے سخت رنج ہوا لیکن بوڑھی کنوار کے جذبات نے گوارہ نہ کیا۔ رفعت یدھا فصقعت قفا زینھا و اقالت اذا قیل لك الحق تغضب ہاتھ اٹھا کر پیارے اور خدمت گار بیٹے پر دے مارا اور کہا کہ بیوقوف وہ حق کہتا ہے اور تو اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (نفحۃ الیمن ص ۱۵ مطبع مجتبائی)

دیکھا آپ نے کہ بوڑھی کنوارنے کس طرح موجودہ دَور کے شریف آدمیوں کو سمجھایا۔ یہی وجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوڑھی عورت ہو یا نوجوان عورت کو مسجد سے روکا ہے۔ لیکن موجود دور کے نصرانیت پرستوں کو کیا عرض کیا جائے کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو مطلق العنان کر کے اسکولوں کا عاشق بنا دیتے ہیں اور پھر معاشرہ کا رونا روتے ہیں۔ ان معاملات سے بدکاری و عیاشی کا فروغ کیوں نہ ہوگا۔

کسی درد بھرے مسلمان نے منظوم نصیحت لکھی ہے کہ

ماں کا تقدس باپ کی عزت   بہن کی عصمت بھائی کی غیرت
ملی روایت دینی حمیت   اوراق قرآن ابواب سیرت
خطرے میں ہر شے آن گھری ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
ایسے سمے میں میخانہ آباد   رقص میں شیریں نشے میں فرہاد
عیش کے بندے ہر غم سے آزاد   اے میری بستی فریاد فریاد
احساس کی یہاں کتنی کمی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
مغرب سے آئے اڑ کے شرارے   ہم نے یہ سمجھا ہیں لعل پارے
پلکوں سے چن کر دل میں اتارے   اب رو رہے ہیں شامت کے مارے
ہم نے تباہی یہ خود مول لی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے
خود جاگ اٹھو سب کو جگاؤ   آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
اشک ندامت مل کے بہاؤ   آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
آگ مسلسل پھیل رہی ہے   جاگو گھر میں آگ لگی ہے

نیک خواتین کیلئے نیک بیبیوں کی کہانیاں

آخر میں فقیر چند نیک خواتین کے واقعات لکھتا ہے تا کہ نیک خصلت بیبیاں ان کی اقتداء کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

قرآنی واقعہ

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ قصص میں بیان فرمایا کہ جب آپ نے فرعون کے متعلق سنا کہ وہ آپ کو شہید کر دیگا تو سفر کو نکلے۔

ولمّا توجه تلقاء مدين قال عسىٰ ربى أن يهدينى سواء السّبيل ○ ولما ورد ماء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون ووجد من دونهم امرأتين تذودان ج قال ما خطبكما ط قالتا لا نسقى حت يصدر الرعاء

اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے میرا ربّ مجھے سیدھی راہ بتائے اور جب مدین کے پانی پر آئے تو وہاں کے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر نہ چلے جائیں۔

ان لڑکیوں نے کہا کہ ابونا شیخ کبیر اور ہمارے والد صاحب بہت زیادہ بوڑھے ہیں گویا موسیٰ علیہ السلام نے استعجاباً پوچھا کہ پانی پلانے کیلئے لڑکیوں کے بجائے کوئی مرد کیوں نہ آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابونا شیخ کبیر اس کی تفسیر میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ کبير السن لا يستطيع ان يخرج للسقى فير سلنا اضطرارا یعنی وہ بوڑھے ہیں پانی پلانے کیلئے خود نہیں آسکتے لہٰذا مجبوراً ہمیں بھیجتے ہیں۔ اس مقام پر ان مسلم خواتین کیلئے لمحۂ فکر یہ ہے جو باپ بھائی خاوند اور لڑکے کے ہونے کے باوجود تنہا سفر اور بازار میں خرید و فروخت کرتی پھرتی ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام ان صاحبزادیوں کا ان جانوروں کے پانی پلانے کیلئے نکلنے کو استعجاب اور حیرانی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آج کل کی عورت کا بازاروں میں گھومنے کیلئے موجودہ بناوٹی حسن کا مرقع بن کر نکلنا کب نگاہ نبوت میں مستحسن ہو سکتا ہے؟

حیاء

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلادیا تو وہ واپس ہوئیں اور ان کے والد شعیب علیہ السلام نے ان میں سے بڑی صاحبزادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کیلئے بھیجا قرآن مجید فرماتا ہے کہ فجاء ته احدا هما تمشی علی استحیاء تو ان دونوں میں سے ایک اسکے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لیست بسلفع من النساء خراجة ولا جة ولکن جاءت مستترة وضعت کم درعها علیٰ وجهها استحیاء یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں ان عورتوں میں نہ تھیں جو کہ غیر مردوں کے سامنے بے باکانہ بے حجاب آتی جاتی ہیں بلکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس باپردہ اور پیراہن کی آستین کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آئی۔ نبوت کی مقدس گود میں پلنے والی صاحبزادی ایک ہونے والے نبی علیہ السلام کے پاس بامر مجبوری آتی ہے تو چہرہ ڈھانپ کر اور باپردہ اور آج کل ہمارے پرفتن دور کی بالکل ماڈرن لڑکیاں گرل گائیڈ و دیگر حیا باختہ فیشنوں میں سر بازار گزرتی ہیں تو بالکل بے پردہ ہو کر بلکہ نیم عریاں غور فرمائے ہم قرآنی فرامین سے کتنے دور ہو چکے ہیں۔ کیا ایسی قوم جس کی بہو بیٹیوں کی یہ حالت ہے اس قابل ہوسکتی ہے کہ تاریخ اسلام میں سرفروشانِ اسلام کی صف میں اس کے سپوت کوئی مقام حاصل کرسکیں جبکہ ان کو پالنے والی مائیں حیاء و غیرت کی لغت سے ہی نابلد ہوں۔ الا ماشاء اللہ

پھر شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے باپ سے عرض کی، یا بت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین

ترجمہ: اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو۔ بیشک بہتر نوکر وہ ہے جو طاقتور امانت دار ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے بیٹی سے فرمایا کہ تجھے اس پاکیزہ نوجوان کی قوت اور امانت کا کیسے علم ہوا تو اس نے جواب میں عرض کی کہ قوت کا اندازہ اس سے ہوا کہ انہوں نے ایسا وزنی پتھر اکیلے اٹھا لیا جسے دس آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں اور امانت اس وجہ معلوم ہوئی کہ میں ان کے آگے چل رہی تھی اور چونکہ ہوا چلنے سے کپڑا اٹھتا تھا تو انہوں نے کہا تو میرے پیچھے چل اور میں آگے چلتا ہوں تاکہ اگر ہوا چلنے سے کپڑا اٹھے تو آپ کے جسم کا کوئی حصہ مجھے نظر نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس معاملے میں اتنے پرحذر ہیں اور آج جب صنف نازک کی نیم عریاں تصاویر کو بازاروں دکانوں وغیرہ میں تعیشِ نگاہِ غلط کیلئے آویزاں نہیں کرلیا جاتا ہمارے موجودہ دور کے انسان کا کاروبار نہیں چمکتا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسلام کے درخت کی جن بلند مرتبہ لوگوں نے اپنے خون سے آبیاری کی اور اس کے پھلوں، پھولوں کو بہار تازہ دی ان میں ایک خاتون تھیں۔ بالکل اسی طرح سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی بھی ایک خاتون تھیں۔ جس طرح سب سے پہلی مسلمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ اسی طرح اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ حضرت سمیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ بلند مقام حاصل کر کے انسانی دنیا پر ثابت کر دیا کہ عورت کا درجہ اسلام کے درخت کی آبیاری میں مردوں سے کم نہیں۔

حضرت سمیہ کے والد کا نام خباط تھا وہ مشہور صحابیِ رسول حضرت عمار کی اہلیہ مشہور صحابی حضرت یاسر کی والدہ تھیں اور مکہ میں ایک کنیز کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت سمیہ، حضرت یاسر، حضرت عمار تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا اور اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان تینوں کے کچھ دن تو اطمینان سے گزرے اس کے بعد کفار کے ظلم و ستم کا دَور شروع ہو گیا۔ جو درجہ بدرجہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ جو شخص مسلمان پر قابو پاتا، اسے طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا۔ حضرت سمیہ کو بھی اسی خاندان نے دوبارہ شرک پر مجبور کیا جس خاندان کی وہ کنیز تھیں لیکن وہ اپنے عقیدے پر نہایت سختی سے قائم رہیں جن کا صلہ ان کو یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکے کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا رکھتے تھے لیکن ان کا عزم و استقلال ایسا نہ تھا کہ اس سے ہل جائیں۔ ان کی محبت اسلام کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ ہمیشہ ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے کہ اے آل یاسر صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

حضرت سمیہ کو دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی۔ ایک مرتبہ شام کو گھر تشریف لائیں تو ابوجہل نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن دوسری طرف ایک خاموشی تھی جس نے ابوجہل کے غصہ کو بہت تیز کر دیا کہ وہ اٹھا اور اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ بحق ہو گئیں۔ اللہ اللہ! یہ تھا ان مسلمان خواتین کا حوصلہ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور پھر اس میں زندگی کا ایسا لطف انہوں نے پایا تھا کہ موت بھی ان کے سامنے ہیچ تھی۔

حضرت سمیہ شہید ہو گئیں اللہ اور اس کے رسول کے نام پر انہوں نے اپنی جان قربان کر دی فطری طور پر ان کے جلیل القدر فرزند عمار کو اپنی والدہ کی بے کسی پر افسوس ہوا، انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ اب حد ہو گئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور دعا فرمائی کہ خداوند! آلِ یاسر کو جہنم سے بچا۔ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے پہلے کا ہے اس بنا پر حضرت سمیہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پہلی ہی باقاعدہ جنگ غزوہ بدر میں دو بچوں کی بہادری سے ابوجہل مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو فرمایا کہ دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا فیصلہ خدا نے کر دیا یہ ہے ایک مسلمان خاتون کا اللہ کے نزدیک مقام اگر دین کی راہ میں اس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ صبر کرتی ہے پھر اگر دین کی راہ میں اسے بے کس و بے سہارا سمجھ کر مار ڈالا جاتا ہے تو اللہ اس کا سہارا بن جاتا ہے اور اس کا بدلہ لیتا ہے۔

حضرت ام سلمہ کی دانشوری

حدیبیہ میں معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی معاہدہ کے شروع میں رحمٰن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کیا محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دی اور اِصرار کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھا جائے یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دِل سخت رنج محسوس کر رہے تھے انہیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذِلت کا باعث نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالی کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو وحی الٰہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کرلیا مگر مسلمانوں کے سامنے جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور وہ مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ پا رہے تھے اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہیں کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوالیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہیں آیا جاں نثار اور فرمانبردار متبعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی جو لوگ اشارہ پر جان دینے کیلئے تیار ہو جاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے یہ کیفیت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بہت غمگین کر رہی تھی غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے حضرت ام سلمہ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن وملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورتحال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کیلئے آمادہ نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ حضور بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے لوگ اس معاہدے سے بہت ناخوش ہیں وہ اس امید سے آئے تھے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہنچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہوسکا نہ طواف و زیارت کا موقع نصیب ہوا پھر جو معاہدہ ہوا وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع کردیں لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہو جائیں گے حضرت ام سلمہ کے کہنے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عمل کیا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہ نے بتایا تھا سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کردیئے تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔ (الاصابہ لابن حجر)

فائدہ......بی بی کا یہ کارنامہ اسلام میں سنہری الفاظ سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

دانشمند خاتون

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور عابد تھا اس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مرگئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ وہ اسی غم میں دروازہ بند کرکے بیٹھ گیا اور سب سے میل ملاپ بند کردیا۔ بنی اسرائیل میں ایک بہت دانشمند عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا تو اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ میں نے عالم صاحب سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ میں زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر اس عالم کو خبر ہوئی اور اس نے عورت کو اندر آنے کی اجازت دے دی آکر کہنے لگی کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عالم صاحب نے کہا کہ بیان کیجئے۔ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگ کر لئے تھے اور وہ زیور میں مدت تک پہنتی رہی پھر اس پڑوسن نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس بھیجو تو اس کا زیور دے دینا چاہئے؟ عالم صاحب نے کہا کہ ہاں دے دو۔ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ زیور تو میرے پاس ایک طویل عرصہ سے ہے تو کیسے دے دوں۔ عالم نے کہا کہ تب تو اور بھی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو۔ خداتعالیٰ نے ایک چیز تم کو دی تھی اور پھر جب اپنی چیز واپس لے لی اس کی چیز تھی اور اسی نے لے لی۔ تو پھر آپ کو غم نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا۔

فائدہ...... دیکھو کیسی عقلمند وزیرک عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا۔ ویسے ایسے موقعہ پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوئی اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے کم ہو۔

قرآن کی عاشقہ انگریز لڑکی

کہتے ہیں کہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان کے عہد میں سر ولیم اسکیو ایک نہایت دولت مند پاک طینت اور اپنے مذہب کے پکے شخص تھے ان کی ایک بیٹی تھی این اسکیو۔ این اسکیو بھی اپنے باپ کی طرح بہت شریف الطبع اور نیک تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم خاص طور پر حاصل کی تھی۔ وہ نہایت توجہ سے روزانہ تلاوت کرتی۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ہر ایک نکتہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرتی اس نے اپنی زندگی کے بیشتر اصول قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق بنا رکھے تھے۔ سر ولیم اسکیو ایک قدامت پسند آدمی تھے انہوں نے این اسکیو کی شادی اس کی صلاح کے بغیر ایک متمول شخص کے ساتھ کر دی۔ سوء اتفاق سے این اسکیو اور اس کے شوہر کے خیالات میں بُعد المشرقین تھا۔ اسکیو جس قدر پاکباز اور صاحب اصول پسند لڑکی تھی اس کا شوہر اسی قدر کمینہ خصلت اور بے اصول شخص واقع ہوا تھا۔ اسکیو کو اگرچہ اپنے شوہر کی جانب سے سخت تکلیف پہنچی تھی۔ لیکن اس شریف لڑکی نے کبھی اپنے باپ سے ذِکر تک کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ باپ سے ایسے شخص کی برائیاں بیان کرے جس کو خود اس کے والد نے اس کیلئے منتخب کیا تھا۔ این اسکیو کیلئے شوہر کی ہر قسم کی سختیاں قابل برداشت تھیں صرف ایک بات نہایت تکلیف دہ تھی وہ یہ کہ اس کا شوہر رومن کیتھولک عقائد کے بموجب اس کو تلاوت قرآن مجید سے روکتا تھا۔ اوّل اوّل تو اس کو معمولی بات سمجھ کر ٹالتی رہی اور حسب ضرورت ٹالتی رہی اور حسب دستور تلاوت کرتی رہی مگر جب اس کے خاوند کی تنبیہ ناقابل برداشت ہوگئی تو ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف کہہ دیا کہ تمہارا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر مگر میں اس بات کو منظور نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ بدستور اپنے کام میں مصروف رہی اُدھر مذہبی ٹھیکیداروں نے اس کے شوہر کو پریشان کرنا شروع کیا ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اس پر دباؤ ڈالا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اسکیو کو فوراً گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ اسکیو نے بخندہ پیشانی شوہر کے اس حکم کو سنا اور اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ یہاں آ کر وہ اطمینان کا سانس لینا چاہتی تھی۔ مگر لوگوں نے اسے وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور اسکیو ایک شب خفیہ طور پر لندن روانہ ہوگئی۔ لندن پہنچنے پر اسے کسی قدر سکون میسر ہوا مگر چند ہی دن بعد شریروں نے اس کا پتہ لگالیا اور اس کے پیچھے خفیہ جاسوس لگادیئے اور ساتھ ہی لندن کے پادری صاحب کو اسکیو کے بدعتی ہونے اور اپنا دیس چھوڑ کر لندن میں پناہ گزیں ہونے کی اطلاع دے دی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد این اسکیو کو پادری کے حضور طلب کیا گیا تا کہ وہ اپنے خیالات کے متعلق جواب دہی کرے۔ پادری نے اسکیو سے متعدد ایسے سوالات کیے جن کا جواب کمسن لڑکی کیلئے مشکل ہی نہیں قطعی ناممکن تھا لیکن وہاں تو کوئی دوسری طاقت کام کر رہی تھی پادری کے ہر سوال کا اسکیو نے اس قدر معقول جواب دیا کہ نہ صرف پادری بلکہ تمام اہل مجلس دنگ رہ گئے۔ آخر کار جب پادری سوالات کرتے کرتے تھک گیا نہیں بلکہ اسکیو کے جوابات سے لاجواب ہوگیا تو اسکیو کو شہر کے حاکم کے پاس بھیج دیا گیا۔ حاکم کے حکم سے زیر حراست رکھا گیا اس کی سخت نگرانی کی گئی اور بشپ کے حکم سے ایک پادری این اسکیو کے پاس بھیجا گیا تا کہ وہ اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر سکے مگر پتھر میں جونک کب لگ سکتی ہے پادری صاحب اسکیو کو

اس کے عقائد سے ایک انچ نہ ہٹا سکے۔ جب کوئی شخص کسی طریقہ سے اسکیو کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تو اس معاملہ کو لندن کے بشپ بونر نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ سنتے ہیں بشپ بونر نہایت عقلمند سنجیدہ اور عالم فاضل شخص تھا۔ بونر نے اسکیو سے ملاقات کی اور دَورانِ ملاقات اس سے بہت سے سوال کئے لیکن ہر سوال کا ایسا مثبت جواب پایا کہ بونر اپنی ناکامی پر جھلا اٹھا اور غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے واپس چلا آیا۔ تھوڑے دن بعد اسکیو کو رہا کر دیا گیا۔

ایک سال گزر گیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ حسن اتفاق سے ملکہ کیتھرائن اور این اسکیو میں بڑی محبت ہوگئی۔ ہر وقت اسکیو ملکہ کے ساتھ رہنے لگی یہ دیکھ کر حاکمانِ شرع کو خطرہ محسوس ہوا کہیں ملکہ کیتھرائن کا ایمان بھی متزلزل نہ ہو جائے۔ انہوں نے اسکیو کو پھر سے گرفتار کر کے شاہی مجلس کے روبرو پیش کیا۔ اس سے پہلے کی طرح بہت سے سوالات کئے گئے۔ لیکن ہر سوال کا معقول جواب پایا اور اس مرتبہ بھی اسکیو کو سزا دینے کا موقع ہاتھ نہ لگا۔ بالآخر اس سے خاوند کی علیحدگی کا سبب دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ سلامت چاہتے ہیں کہ تم خود ہی صاف صاف اپنے خاوند سے علیحدگی کی وجہ بتاؤ۔ اسکیو نے برجستہ جواب دیا کہ اگر یہ خواہش بادشاہ کی ہے تو وہ خود مجھ سے تنہائی میں دریافت فرما سکتے ہیں۔ دو دِن تک بادشاہ کے سامنے اسکیو کا بیان ہوتا رہا مگر معاملہ جہاں تھا وہیں رہا۔ اسکیو سے دریافت کیا گیا یہ عقائد تم نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ اسکیو نے کہا کہ قرآن مجید سے۔ اتنا سننا تھا کہ بشپ غصہ سے تھرا اٹھا اور بولا کہ تم کو زِندہ جلا دیا جائے گا اور اس کے بعد اسے پھر سے جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ اسے ملکی مجرم ٹھہرایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اسے زندہ جلا دیا جائے، اس حکم کو این اسکیو نے نہایت دلیری سے ہنستے ہوئے سنا۔ اسکیو کے مخالفین کو کامل یقین تھا کہ اسکیو اس حکم سے خائف ہو کر اپنے خیالات سے باز رہنے کا وعدہ کرے گی لیکن ان کو اس کی یہ جرأت ایمانی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اسکیو کو سب سے محفوظ اور مضبوط قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس مذہبی ٹھیکیداروں کا ایک وفد پہنچا اور ہر طرح سے بہکایا مگر بے سود حاکم نے داروغۂ جیل کو حکم دیا کہ اس کو شکنجہ میں کھینچ کر سخت ترین اذیت پہنچائی جائے۔ داروغۂ جیل کو اسکیو کی حالت پر ترس آیا۔ اوّل تو وہ اس حکم کو ٹالتا رہا آخرت کار اس نے یہ کہہ کر حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ لڑکی بہت کمزور ہے۔ جب حاکمانِ شرع نے دیکھا کہ داروغہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہے تو ان میں سے دو شخص خود ہی شکنجہ پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور شکنجہ کو اپنی پوری قوت سے دبا دیا جس کی وجہ سے اسکیو کے بدن کا ہر عضو ہل گیا اس قدر تکلیف کے بعد پھر ان پادریوں نے اسکیو سے اپنے خیالات درست کرنے کو کہا مگر اسکیو کے صاف صاف جواب سے اپنا منہ لے کے رہ گئے۔

درسِ عبرت...... ایک انگریز لڑکی کو قرآن مجید سے اتنا عشق ہے کہ جان کی پرواہ نہیں لیکن افسوس ہے مسلمان لڑکیوں پر کہ انہیں قرآن مجید سے محبت کے بجائے نفرت ہے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**

اُمِّ یحییٰ اور قرآن مجید

یہ خاتون کون تھیں ان کا کیا نام تھا اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کسی نے ان کی کنیت ام یحیٰ بیان کی ہے اور کسی نے ان کا نام رابعہ بصری لکھا ہے لیکن یہ سب قیاسی باتیں ہیں ان کا اصلی نام اور حسب نسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا اثنائے سفر میں مجھے ایک بوڑھی خاتون بیٹھی ہوئی ملیں۔ اس نے اُون کا کرتا پہن رکھا تھا اور اُون کی ہی اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاتون نے جواب دیا کہ سلام قول من ربّ رحیم (یٰسین۔۵۸) میں نے پوچھا، اللہ تم پر رحم کرے، تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

خاتون...... من یضلل اللہ فلا ھادی لہ (الاعراف۔۱۸۶) جسے اللہ گمراہ کردے اس کو راہ بتانے والا کوئی نہیں۔

میں نے خیال کیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے یا اپنے قافلے سے بچھڑ گئی ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا کہ تمہارا اِرادہ کہاں جانے کا ہے؟

خاتون...... سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ (بنی اسرائیل۔۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

میں سمجھ گیا کہ وہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوچکی ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔ اب میں نے پوچھا کہ کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

خاتون...... ثلث لیال سویّا (مریم۔۱۰) پوری تین راتیں۔

میں نے کہا کہ تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ یہ وقت تم نے کیونکر گذارا۔

خاتون...... ھو یطعمنی و یسیقین وہی اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی اللہ میرے رزق کا بندوبست کردیتا ہے۔

میں نے کہا کہ وضو کیسے کرتی ہو؟

خاتون...... فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیداً طیبا نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ (مطلب یہ تھا کہ تیمم کرلیتی ہوں۔)

میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے، کیا کھاؤ گی؟

خاتون...... اتمو الصیام الیٰ اللیل (البقرۃ۔۱۸۷) روزوں کو رات تک پورا کرو۔ (مطلب یہ میں روزہ سے ہوں)

میں نے کہا کہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون...... و من تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم (البقرۃ۔۱۵۸) جو بطور نفل کے نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ (مطلب یہ کہ میرا نفلی روزہ ہے)

میں نے کہا کہ سفر کی حالت میں تو فرض رمضان کا ورزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

خاتون...... وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرۃ-۱۸۴) اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو ثواب کا علم ہو۔

میں نے کہا کہ جس طرح میں تم سے باتیں کر رہا ہوں تم اس طرح کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتیں؟

خاتون...... ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (ق-۱۸) انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

خاتون......لا تقف ما لیس لک بہ علم ط ان السمع و البصر والفؤادکل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل-۳۶) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ جاؤ کان آنکھوں اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔(مطلب یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کان اور دل کو آلودہ نہ کرو جن کا جواب دینا پڑے)

میں نے کہا معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

خاتون...... لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم (یوسف-۹۲) آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔

میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں اور جہاں چاہو وہاں پہنچادوں۔

خاتون...... و ما تفعلو من خیریعلمہ اللہ (بقرہ-۱۹۷) اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

یہ سن کر اونٹنی اس کے قریب لے گیا اسے بٹھایا خاتون سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ مگر وہ سوار ہونے سے پہلے بولی۔

خاتون...... قل للمومنین یغضوا من ابصارھم مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔(مطلب یہ کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو یا منہ پھیر کر سوار ہو جاؤ تا کہ میں بلا جھجک سوار ہو جاؤں) چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اس سے کہا کہ لو اب سوار ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون سوار ہونے لگی تو اونٹنی اچانک کھڑی ہوگئی اور اسکی اوڑھنی کجاوے سے اُلجھ کر پھٹ گئی میں نے اس پر اظہار افسوس کیا تو وہ بولی کہ ما اصباکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم یعفو عن کثیر تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں اونٹنی کے پاؤں باندھ دوں تا کہ تم اطمینان سے سوار ہو سکو۔

خاتون...... ففھمنٰھا سلیمٰن (الانبیاء-۷۹) یعنی اونٹنی کے پاؤں ضرور باندھو یہ اسی طرح سے قابو میں رہے گی۔

میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اسے کہا اب سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی **سبحان الذی سخر لنا ھٰذا و ما کنا له مقرنین و انا الیٰ ربنا لمنقلبون** پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکاتے ہوئے چل پڑا میری رفتار بھی تیز تھی اور جوش میں میری آواز بھی بہت بلند ہو گئی اس پر وہ خاتون بولی **و اقصد فی مشیك واغضض من صوتك** (لقمان۔۱۹) اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔

اب میں آہستہ چلنے لگا اور ساتھ ہی حدی خوانی کرنے لگا اس پر وہ خاتون بولی **فا قرء ما تیسر من القرآن** (المزمل۔۲۰) پڑھو جتنی توفیق ہو قرآن سے۔(مطلب یہ کہ اس حدی خوانی سے بہتر ہے کہ قرآن پاک کا کوئی رکوع پڑھو)۔

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سی خوبیاں دی ہیں سب لوگ تم جیسے کس طرح بن جائیں اس پر وہ بولی کہ **و ما یذکر الا اولوا الالباب** (آل عمران۔۷) یعنی صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

پھر میں نے چلتے چلتے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا شوہر بھی ہے؟ اس پر اس نے کہا کہ **یا ایھا الذین آمنو لا تسئلو عن اشیاء ان تبدلکم تسئوکم** (المائدہ۔۱۰۱) اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں۔

اب میں خاموش ہو گیا اور چلتے چلتے قافلہ کے قریب جا پہنچا۔ میں نے خاتون سے پوچھا کہ کیا قافلے میں آپکا کوئی قرابت دار ہے؟ اس نے کہا کہ **المال و البنون زینة الحیاۃ الدنیا** (الکھف۔۴۶) مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

میں نے سمجھ لیا کہ قافلہ کے ساتھ اسکے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کوئی نشانی ہو تو بتاؤ تا کہ میں انکو تلاش کروں۔ وہ بولی کہ **و علامات بالنجم و ھم یھتدون** (النحل۔۱۶) علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلہ کے رہبر ہیں۔ چنانچہ میں اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لے۔ وہ بولی کہ **وتخذ اللہ ابراھیم خلیل** (النساء۔۱۲۵) **وکلم اللہ موسیٰ تکلیما** (النساء۔۱۶۵) **یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ** (مریم۔۱۲) یعنی اور بنایا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور بات کی موسیٰ سے اچھی طرح اے یحییٰ پکڑ لو کتاب کو مضبوطی سے۔(مطلب یہ کہ تم ابراہیم موسیٰ اور یحییٰ کے نام لے کر آواز دو)۔ یہ سن کر میں نے زور سے آواز دی یا ابراہیم یا موسیٰ یا یحییٰ فوراً ہی تین خوبصورت نوجوان ایک خیمہ سے باہر نکلے اور بڑی عزّت کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اتارا۔

جب ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی کہ فابعثوا احدکم بورقکم ھذہٖ الیٰ المدینۃ فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیاتکم برزق منہ (الکہف۔۱۹) اب اپنے میں کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لے آئے۔

یہ سنتے ہی ایک نوجوان دوڑا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا خرید کر لے آیا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو خاتون نے کہا کہ کلوا و شربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیہ یعنی خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیؤ یہ سبب ان اعمال کے ہے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں۔ (الحاقہ۔۲۴)

مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے نوجوان سے کہا کہ جب تم مجھے اس خاتون کی حقیقت نہ بتلاؤ گے میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔

نوجوان نے کہا کہ یہ ہماری والدہ ہیں اور انکی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی لفظ آیات کلام پاک کے سوا زبان سے نہیں نکالا یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔ میں نے کہا ذالك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ط واللّٰہ ذو الفضل العظیم (الجمعہ۔۴) یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

درس عبرت...... کیسی خوش بخت عورت تھی وہ خاتون کہ جس کا ہر لمحہ قرآنی مشغلہ تھا۔ لیکن افسوس ہے مسلمان زادیوں پر کہ انہیں قرآن مجید پڑھنا تک نصیب نہیں۔

اہل علم خواتین

حفاظ امام ابن عساکر دمشقی کی شخصیت اہل علم ہی جانتے ہیں ۔ محدثین میں ایک اعلیٰ مقام ہے۔ آپ نے اسّی خواتین سے علم حاصل کیا۔ یہ علم حدیث کی استانیاں تھیں۔

امام یزید بن ہارون کی لونڈی

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہوگئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے تھے ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔

ابن سماک کوفی کی لونڈی

یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی کہ جب تک کم لوگ سمجھیں گے، سمجھدار گھبرا جائیں گے۔

فائدہ...... کسی عالم کی تقریر میں اتنی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہوسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھیں۔

امام ابن جوزی کی پھوپھی

یہ بزرگ بڑے عالم ہیں۔ ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں۔ بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں ماشاء اللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہوگئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔

فائدہ...... دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔ وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود لے گئیں۔

امام بخاری کی والدہ اور بہن

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ برس کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کیلئے سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ دیا کرتی تھیں۔

فائدہ...... بھلا ماں تو ویسے خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے۔ ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں کے سامنے علم دین کا نام لیا جاتا اور وہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہوتیں تھیں۔

حضرت ربیعہ کی والدہ

یہ بھی مشہور عالم ہوئے تھے۔ امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کے بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے۔ اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے۔ چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کردیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس بعد لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہوگئے۔ فروخ نے جو یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت۔ وہ بولے کہ اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ جب انہوں نے کہا میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کرڈالیں، انہوں نے نہایت خوش ہوکر کہا کہ خدا کی قسم تونے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔

فائدہ......دیکھا کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کرڈالیں۔

قاضی زادہ رومی کی بہن

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کرچکے تو انکو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔

فائدہ......کیسی اچھی بیبیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے۔

انگریز لڑکی جنّت البقیع میں مدفون

یہ تاریخی واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ سلطنت مغلیہ کا خورشید اقبال ڈوب چکا تھا اور سرحد سے لے کر مدراس کے ساحل تک سارا کشور ہند انگریزی اقتدار کے زیرنگیں تھا۔ لکھنو میں ایک انگریز کمشنر بحال کیا گیا چونکہ اس وقت کی دفتری زبان فارسی تھی اس لئے کمشنر کو فارسی زبان سیکھنے کی شدّت سے ضرورت محسوس ہوئی اور اس کیلئے لکھنو کے مشہور فارسی داں ملا سراج الدین کی خدمات حاصل کرلی گئیں۔ ملاجی روزانہ شام کو چار بجے انگریز کمشنر کو ٹیوشن پڑھانے آتے تھے۔ موصوف عصر اور مغرب کی نماز کمشنر صاحب کی کوٹھی ہی پر ادا کرتے تھے۔

کمشنر کی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ ہزاروں لالہ رخوں اور زہرہ جمالوں کی کہانیاں اس کی ایک ایک ادا میں سمٹ آئی تھیں۔ سرشار آنکھوں سے شراب کے پیمانے چھلکتے، مہتاب کی طرح درخشاں پیشانی ہر وقت موج نور میں غرق رہتی، چلتی تو فتنہ حشر جگاتی، باتیں کرتی تو پھول جھڑتے، جمال و رعنائی اور حسن و دلکشی کا وہ ایک مجسمہ تھی کہ مغربی تہذیب کے گھرانے میں وہ ہر وقت پردے میں رہتی تھی۔ ایک تو ماں باپ کی اکلوتی بیٹی! اس پر مزاج میں نفاست، طبیعت میں لطافت اور ناز و نعمت کی زندگی سارے خاندان کی راج دلاری بن گئی تھی۔ سیرت و خصلت کے اعتبار سے بھی وہ نہایت پاک طینت نیک سرشت اور شریف الطبع لڑکی تھی۔

شرم وحیاء، علم وہنر، ذہانت دانائی اور متانت وسنجیدگی میں دور دور اس کا کہیں جواب نہ تھا۔ سارا قبیلہ اس کے حسن اخلاق سے مسخر تھا۔ غیرت فطری کا ہی نتیجہ تھا کہ والدین کے اصرار کے باوجود بھی وہ گرجا گھر نہیں جاتی تھی۔

سن شعور میں قدم رکھتے ہی اس نے باہر کی درسگاہ سے اپنا سلسلہ تعلیم منقطع کرلیا تھا اور اب گھر پر ہی شریف معلمات کے ذریعہ اس کی تعلیم کا بندوبست کردیا گیا تھا۔ علوم وفنون کی مختلف شاخوں میں مہارت رکھنے والی معلمات اپنے وقت پر آتی تھیں اور سبق دے کر چلی جاتی تھیں۔ تدریس کا یہ سلسلہ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک جاری رہتا تھا۔

ملاجی کو آئے ہوئے کئی مہینے گزر چکے تھے۔ کمشنر صاحب فارسی کی ابتدائی کتابیں ختم کرچکے تھے اور اب حضرت شیخ سعدی کی گلستان چل رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ ملاجی بہت خوش الحان قاری بھی تھے۔ جب نمازِ مغرب میں وہ جہر سے قرآن مجید پڑھتے تو کمشنر صاحب کی پوری کوٹھی عالم قدس کے نغموں سے گونج اٹھتی تھی۔

ایک دن کمشنر صاحب کی صاحبزادی ٹھیک مغرب کے وقت اس کمرے کے قریب سے گزری جہاں ملاجی نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی آواز سن کر اس کے قدم اچانک رُک گئے چند ہی لمحوں کے بعد دروازے کے قریب آکر کھڑی ہوگئی قرآن کے سحر جلال سے دل کے گھائل ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی آنِ واحد میں ایک طبیب وطاہر روح تجلیات قرآنی کی بارش میں شرابور ہوگئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نغمہ حیات سے اس کے کان آشنا ہوئے تھے۔ ایک نا معلوم کیف سے وہ بے خود ہوگئی، عالم اشتیاق میں پھر وہ آگے بڑھی اور پردے کی اوٹ سے ملاجی کو ایک نظر دیکھا۔ نماز کی ہیئت عبادت دیکھ کر وہ حیرت میں ڈوب گئی ہاتھ باندھ کر ساکت و مودب کھڑا رہنا پھر سرنگوں ہو جانا اور اس کے بعد ماتھا ٹیکنا عجز و نیاز کی یہ ادائیں اس کی آنکھوں کیلئے اچنبھے سے کم نہیں تھیں اب سے پہلے اس کی آنکھوں نے یہ روح پرور مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے جب تک ملاجی نماز پڑھتے رہے وہ تصویر حیرت بنی دیکھتی رہی نماز ختم ہو جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹی تو جذبات کے سمندر میں ایک تلاطم سا تھا۔

دل از خود اندر سے کسی نا معلوم سمت کی طرف کھنچا جا رہا تھا آج ساری رات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔ آیاتِ قرآنی کا کیف اور نماز کی روحانی کشش ایک لمحے کیلئے بھی اس کے ذہن سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ساری رات یہ سوچتی رہی کہ شیریں نغموں کی سحر طرازی مسلّم۔ لیکن قرآنی نغمے کا یہ اثر جس نے دل کے کشور کو تہ و بالا کر دیا ہے اسے صرف خوش الحان آواز کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا یقیناً اس کے پیچھے کوئی ایسے حقیقت بول رہی ہے جس کا رشتہ روح انسانی کے ساتھ منسلک ہے پھر اگر نماز نشست و برخاست کا ہی نام ہے تو پھر میرے دل کو کیا ہو گیا ہے؟ قیام و قعود کے سوا انسانوں کی زندگی میں اور کیا ہے پھر دنیا میں کتنے دل ہیں جو کسی کی نشست و برخاست پر عاشق ہوتے ہیں اگر واقعتاً نماز کی یہی حقیقت ہے تو دل دیوانہ کی لغزش میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

پھر سوچتی ہے کہ اتنی آسانی سے دل کی تقصیر کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہو نہ ہو یہ نماز بھی اسی عالم کی چیز ہے جہاں انسانی روحوں کا امتزاج ڈھلتا ہے اور جہاں سے معنوی حیات کے چشموں کا دھارا پھوٹتا ہے۔

حسب معمول دوسرے دن عصر کے وقت ملاجی ٹیوشن پڑھانے کیلئے تشریف لائے۔ جوں ہی ان کے قدموں کی آہٹ ملی۔ فرطِ شوق سے صاحبزادی کا دِل اُچھلنے لگا، بڑی مشکل سے سورج ڈوبا اور ملاجی مغرب کی نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔

شہزادی قبل از وقت ہی پس پردہ کان لگائے کھڑی تھی۔ قرآن کی آواز کان میں پڑتے ہی دل کا حال بدلنے لگا روح نغمہ جاوید کے کیف میں ڈوب گئی آج دل ہی متاثر نہیں تھا بلکہ آنکھیں بھی اشکبار تھیں کئی بار رومال سے بہتے ہوئے آنسو خشک کئے لیکن چشمۂ سیال کی طرح اس وقت تک سیلاب امنڈتا رہا جب تک ملاجی نے نماز ختم نہیں کر لی۔

اسی عالم کرب میں کئی مہینے گزر گئے دل کے شورِ محشر سے کوئی بھی واقف نہ تھا ہر روز مغرب کی نماز کے وقت پردۂ در سے کان لگا ہوا جذبات کے تلاطم کا جو طوفان امنڈتا تھا خود ملاجی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ اب کئی مہینے کے عرصے میں مسیحی گھرانے کی دوشیزہ نامعلوم طور پر اسلام سے بہت قریب ہوگئی تھی۔ نماز اور قرآن کے عشق نے اب اسے اس راستے پر لا کر کھڑا کر دیا تھا جو کسی بھی وارفتہ حال مسافر کو ذرا سی دیر میں مدینے تک پہنچا دیتا ہے دوسرے لفظوں میں دل اس رسول کی غائبانہ عقیدت سے سرشار ہوتا جا رہا تھا جس نے دنیا کو قرآن اور نماز جیسی نعمت لازوال سے بہرہ اندوز کیا۔

اکثر رات کی تنہائی میں سوچا کرتی تھی کہ جس رسول کے لائے ہوئے پیغام میں یہ کشش ہے خود اس رسول میں کتنی کشش ہوگی بلاوجہ عرب کے صحرانشین اس پر شیفتہ نہیں تھے اسکی زیبائی کا یہی جلوہ کیا کم ہے کہ آج اسکے نادیدہ شوق عشاق سے ساری دنیا بھرگئی یقیناً محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عظمت وراستی کی ایک سراپا حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

نازکی پلی ہوئی لاڈلی بیٹی روزانہ صبح کو نئے کپڑے زیب تن کرکے باپ کو آداب کیا کرتی تھی باپ کے دل کی شادابی اور روح کی آسودگی کا یہ سب سے بڑا ذریعہ تھا آج وہ بڑی سج دھج سے آداب کرنے آئی تھی آداب سے فارغ ہوکر مچلتے ہوئے ناز میں کہا: فادر ایک درخواست پیش کروں؟ قبول فرمایئے گا۔ بیٹی کے ان الفاظ پر باپ کی روح جھوم اٹھی، شفقت پدری کا جذبہ پھوٹ پڑا، فرط محبت میں بے قابو ہوکر جواب دیا: میری لختِ جگر! ساری زندگی یہ آرزو رہ گئی کہ دوسرے بچوں کی طرح تم بھی کچھ فرمائش کرو اور میں اسے پوری کرکے تمہاری مسرتوں کا تماشہ دیکھوں لیکن نہ جانے تمہاری افتادطبع کیسی واقع ہوئی ہے کہ آرزو تشنہ ہی رہی اب جب کہ زندگی میں پہلی بار اپنے ارمان کے اِظہار کیلئے تمہاری زبان کھلی ہے تو کیا اب بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ میں اسے قبول کروں گا یا نہیں؟ تمہارے علاوہ کون میری زندگی کی امیدوں کا مرکز ہے جس کیلئے کوئی بات اٹھا رکھوں گا۔

بیٹی نے نگاہیں نیچی کیئے، رُکتے جھجکتے ہوئے بڑی مشکل سے اتنے الفاظ ادا کیئے: مجھے اجازت دیجئے کہ ملاجی سے میں فارسی کی تعلیم حاصل کروں۔ باپ نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور بیٹی کو تھپکاتے ہوئے کہا: اتنی ذرا سی بات کیلئے تم نے اتنی زبردست تمہید باندھی، میرا تو گمان تھا کہ تم کوئی بہت اہم فرمائش کرنے والی ہو، تمہیں اجازت ہی نہیں بلکہ تحسین و آفرین بھی ہے کہ تمہارے اندر حصول علم کا شوق جاگ اٹھا ہے۔

دوسرے دن سے ملاجی بعد نماز مغرب صاحبزادی کو بھی فارسی کی تعلیم دینے لگے۔ محنت و ذہانت نے تھوڑے ہی عرصے میں فارسی زبان سے اچھی طرح روشناس کردیا۔ دَورانِ تعلیم ہی ایک دن صاحبزادی نے ملاجی سے کہا: اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لئے فراہم کردیجئے۔ ملاجی کو اس عجیب وغریب فرمائش پر حیرت تو ضرور ہوئی لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکے۔ دوسرے دن چند مستند اور مفید کتابیں لاکر حوالے کرگئے۔

نماز و قرآن والے پیغمبر کی زندگی سے واقف ہونے کا موقع حاصل کرکے صاحبزادی کی مسرتوں کی انتہاء نہیں تھی۔ جذبہ شوق کے عالم میں کتاب کا پہلا ورق کھولا اور کائنات کی سب سے معظم ترین ہستی کی زِندگی کا مطالعہ شروع کیا۔ ورق ورق پر فضل و رحمت، جلال و جمال، عظمت و زیبائی، طہارت و تقدس، صبر وتحمل، جود وکرم، زہد وعبادت، فقر وایثار، علم و حکمت، اعجاز وتوانائی، قدرت واختیار، قربِ الٰہی کی جلوہ آرائی اور آسمان شوکت واقتدار کے مناظر دیکھ کر دل کی دنیا جگمگا اٹھی فرطِ شوق میں پلکوں پر موتی کے قطرے جھلملانے لگے لالہ پنکھڑی جیسے ہونٹ حرکت میں آئے اور ایک ننھی سی آواز فضا میں گونجی۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خداوند! تو گواہ رہنا کہ مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری رسول پر ایمان لاتی ہوں۔ اے قادر وتوانا معبود! تیرے محبوب کا واسطہ میری آنے والی زندگی کو کفر کی یلغار سے محفوظ رکھنا۔

دل میں عشق محمدی کا چراغ جل چکا تھا اب ایمان بالغیب کی ایک نئی دنیا نظر کے سامنے تھی حیات سرور کونین کی تریسٹھ سالہ تاریخ ذہن میں گھوم رہی تھی سرکار کا جسم ان کا نورانی پیکر دلربا چہرہ سرگیں آنکھیں عطر برساتی ہوئی عنبریں زلفیں موجہ نور میں لہراتا ہوا عارض تاباں جمال سراپا کا ایک ایک نقش ونگار تصورات کی دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ پچھلے پہر جونہی آنکھ کھلی قسمت بیدار نے آواز دی رحمت ونور اور محبت و دل کشی کی جو دنیا تصور میں گھوم رہی تھی اب وہ نظر کے سامنے تھی کوٹھی کے قریب ہی ایک مسجد تھی۔

جیسے ہی مؤذن نے اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمّد رسول اللہ کا کلمہ فضاء میں نشر کیا، آنکھ کھل گئی۔

کلمہ اسلام سن کر دل بیتاب ہوگیا ایمان کی امنگیں جاگ اٹھیں آج چہرہ بشاشت سے کھلا جارہا تھا۔ کونین کی ارجمندی بال بال سے پھوٹ رہی تھی ایک لالہ رخ حسینہ کا اپنا ہی جمال کیا کم تھا وہ چشمہ نور میں غوطہ لگا کر آگئی تھی۔ اب تو گل کدہ فردوس کی حور معلوم ہورہی تھی فرط تابندگی سے چہرہ پر نظر جمانا مشکل تھا۔

حسن ودلکشی کی یہ نمایاں تجلی دیکھ کر ماں باپ کو بھی حیرت ضرور تھی لیکن وہ اسے حضرت مریم کے عقیدت کا فیضان سمجھ رہے تھے۔

اس دن کافی انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد ملاجی تشریف لائے۔ نمازِ مغرب سے فراغت کے بعد صاحبزادی پڑھنے کیلئے حاضر ہوئی جوں ہی چہرے پر نظر پڑی، ملاجی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

صاحبزادی نے کہا: حیرت نہ کیجئے مجھے کلمہ پڑھا کر میرے اسلام پر گواہ بن جایئے اور دیکھئے میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے یاد کیجئے گا۔ ملاجی بہت کمزور دل آدمی تھی بڑھاپے میں کمشنر صاحب کو پڑھانے کا جو موقع مل گیا تھا اسے بہت غنیمت سمجھتے تھے پھر صاحبزادی کے حالات سے بھی بے خبر تھے لرزتے ہوئے صاحبزادی کو جواب دیا، دل کا مسلمان ہوجانا خدا کے تئیں نجات کیلئے کافی ہے صاحبزادی! آپ نہ بھی اپنے اسلام کا آپ اعلان کریں جب بھی فلاح واخروی کا استحقاق کہیں نہ جائے گا مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرلوں اوراس کی اطلاع کمشنر صاحب کو ہوگئی تو ہم پر بھی وبال آئے گا اور آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑجائے گی۔ صاحبزادی ملاجی کی کمزوریوں سے واقف تھی، یہ جواب سن کر خاموش ہوگئی۔

فارسی کی تعلیم ختم ہونے کے بعد فاطمہ نے قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ملاجی کی آمد و رفت کا سلسلہ وہ منقطع نہیں کرنا چاہتی تھی اسے توقع تھی کہ مستقبل کی کوئی ضرورت بھی ان سے متعلق ہوسکتی ہے۔ فاطمہ گھر والوں کی نظر سے چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگی تھی صبح کے وقت قرآن پاک کی تلاوت بھی کیا کرتی تھی۔ چونکہ اس کے کمرے میں ابتداء ہی سے کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اس لئے اس کی زندگی کا اکثر حصہ صیغۂ راز میں تھا۔ دل کے خاموش انقلاب کی گو والدین کو خبر نہیں تھی۔ لیکن باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نا معلوم طور پر اس کے گرد و پیش میں نمایاں تھا۔ خاندان کے دلوں میں صرف اس کی محبت و شفقت ہی کا نہیں توقیر و احترام کا جذبہ بھی پیدا ہوگیا تھا۔ اس کی شخصیت کا اثر بغیر کسی ظاہری سبب کے لوگوں کے تحت الشعور پر چھاتا جا رہا تھا۔ وہ رات کی تنہائی میں اپنی خواب گاہ کے اندر کیا کرتی تھی اس کی خبر کسی کو نہیں تھی۔ لیکن ملاجی کے ذریعے اتنا معلوم ہوسکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو سرورِ کونین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتی تھی۔

سب کے سو جانے کے بعد وہ اپنا کمرہ اندر سے بند کرکے عشاء کی نماز پڑھتی۔ اس کے بعد سو جاتی پھر تہجد کیلئے اٹھتی اور تا دم سیر گریہ و مناجات تسبیح و تہلیل اور دُرود و سلام میں مشغول رہتی۔ اس کے بعد اس کے دل کا آئینہ اتنا شفاف ہوگیا تھا کہ عالمِ غیب کے انوار کا وہ کھلی آنکھوں سے تماشا دیکھا کرتی تھی۔ اب آہستہ آہستہ اس کی زندگی کا رشتہ دوسرے مشاغل سے ٹوٹتا جا رہا تھا گھنٹوں وہ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی اسکی روح لطافت اتنی بڑھ گئی کہ کئی کئی دن بغیر کسی ضعف و نقاہت کے وہ روزے میں گزار دیتی۔

ایک دن ملاجی شام کے وقت پڑھانے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ صاحبزادی آج کچھ علیل ہیں۔ اس لئے وہ نہیں پڑھیں گی۔ جونہی واپس جانا چاہتے تھے کہ آیا نے اطلاع دی، صاحبزادی اپنے حجرہ خاص میں آپ کو بلا رہی ہیں۔ ملاجی ہمت کر کے کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا تو فاطمہ بستر پر دراز تھی قدم کی آہٹ پا کر اٹھ کر بیٹھ گئی اور نہایت ہی سرگوشی کیساتھ ملاجی سے کہا، آپ کے احسانات سے میری گردن ہمیشہ بوجھل رہے گی کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا اور حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دولت عشق سے میری زندگی کیف و سرور کے ایک نئے عالم میں داخل ہوئی۔ اب میں روحانی کرب کی اس منزل میں ہوں جہاں ایک لمحے کیلئے بھی میرے سرکار آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ آثار و قرائن شہادت دے رہے ہیں کہ اب میں حیات کے آخری لمحے سے گزر رہی ہوں عالمِ قدوس کا پیام جلد ہی آنے والا ہے۔ میں بھی اس کی منتظر آنکھوں سے راہ دیکھ رہی ہوں رختِ سفر باندھ کر میں نے اپنی تیاری مکمل کرلی ہے۔ اپنے انجام کی فیروز بختی پر دل اتنا مطمئن ہے کہ مسکراتے ہوئے پیکِ اجل کا خیر مقدم کروں گی صرف ایک آرزو ہے جس کیلئے میں نے آپ کو اس وقت زحمت دی ہے بعد مرگ میری وصیت پوری کرنے کا اگر آپ یقین دلائیں تو عرض کروں۔ اتنا کہتے کہتے اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

ملاجی بھی اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور وہ بھی اشکبار ہو گئے۔ بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا، خدا آپ کی زندگی کا اقبال بڑھائے آپ کی عمر کی برکتوں کو دراز کرے نصیب دشمنان مرگ ناگہاں کی خبر سننے کیلئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ لیکن علم الٰہی میں اگر یہی مقدر ہو چکا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ آپ اپنی آرزو کا برملا اظہار فرمایئے، میں اس کی تکمیل کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

صاحبزادی نے رازدارانہ لب ولہجے میں کہا، آپ جانتے ہیں کہ میرے قبول اسلام کی خبر میرے گھر والوں کے علم میں ہیں ہے وتا ہنوز مجھے اپنے آبائی مذہب کا پیرو سمجھ رہے ہیں گو میں نے آج تک گرجا میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن وہ اسے میری غیرت حیاء پر محمول کرتے ہیں۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ بعد مرگ میری تجہیز و تکفین مسیح مذہب کے مطابق کریں گے اور مسیحی قبرستان میں میرا مدفن بنائیں گے۔

میں ہیں چاہتی کہ اپنا اسلام ظاہر کر کے میں آپ کو اور یہاں کے دوسرے مسلمانوں کو آفات کا نشانہ بناؤں۔ اس لئے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ بعد مرگ جب وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تو رات کے کسی حصے میں میرا تابوت نکال کر اسلامی طریقے کے مطابق مجھے کسی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تاکہ اہل ایمان کے جوار میں میری روح کو دائمی سکون حاصل ہو۔

ملاجی نے برستی ہوئی آنکھوں سے وصیت کی تکمیل کا یقین دلایا۔ فاطمہ نے آخری سلام کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن فاتح محشر کے لواء الحمد جھنڈے کے نیچے ہماری اور آپ کی ملاقات ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے ملاجی کو رُخصت کیا۔

صبح کے وقت سارے شہر میں کہرام مچا ہوا تھا کہ کمشنر صاحب کی لاڈلی بیٹی اس دنیا سے رُخصت ہو گئی ہے۔ بیٹی کی وفات کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اقارب واحباب وغمگساروں کے ہجوم سے کوٹھی میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ اس اچانک حادثہ سے سارے خاندان پر غم کے بادل چھا گئے تھے ماں باپ کی حالت قابل رحم تھی شدت الم سے وہ پاگل ہو گئے تھے اکلوتی بیٹی کی مرگ ناگہاں ان کیلئے قیامت سے کم نہیں تھی ماتم وفغاں کے شور میں دوپہر کے وقت جنازہ اٹھا، عیسائی مذہب کی رسوم کے مطابق لاش ایک تابوت میں بند کر دی گئی تھی۔ جنازے کے ساتھ ساتھ ملاجی بدیدہ پرنم چل رہے تھے عیسائی قبرستان پہنچ کر تابوت کو ایک پختہ قبر میں اتارا گیا اور اوپر ایک سنگ مرمر کی سل رکھ کر قبر کا کھلا حصہ بند کر دیا گیا۔ دفن کی آخری رسم ادا ہو جانے کے بعد لوگ قبرستان سے واپس لوٹ گئے۔ ملاجی اپنے ذہن میں قبر کا نشان اچھی طرح محفوظ کر کے سب کے بعد واپسی ہوئے اور سیدھے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کلمہ تعزیت کہہ کر گھر واپس چلے آئے۔

آج انہیں پوری رازداری کے ساتھ ایک اہم فرض انجام دینا تھا۔ اقدام اتنا سنگین تھا کہ ہر قدم پر خطرات کے اندیشے راہ میں حائل تھے رات کی تنہائی میں لوگوں کی نظر سے بچ کر عیسائی قبرستان سے کسی لاش کو منتقل کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا حالات کی نزاکت سوچ کر ملاجی کانپ اٹھے لیکن اب مرنے والی سے کئے ہوئے وعدے کی تکمیل بھی ضروری تھی اسلام کا ایک رشتہ اخلاص بھی اس امر کا متقضی تھا کہ جیسے بھی ہو اس فرض کو انجام دیا جائے۔

ملاجی کا ضمیر اندر سے جاگ اٹھا تھا آخر بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے اس مہم کا آغاز کر ہی دیا۔ اپنے چند قابل اعتماد دوستوں کو وہ گھر لے گئے شروع سے آخر تک ان سے سارا ماجرا بیان کیا واقعہ سن کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے ملاجی سے کہا، صد حیف کہ اسی شہر میں اسلام کی فتح و صداقت کا کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا اور آپ نے کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے دی، خیر جو ہونا تھا وہ ہوگیا اب جس طرح بھی ہو، وعدے کی تکمیل ضروری ہے۔

ٹھیک اس وقت جبکہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی ہر طرف خاموشی کا سناٹا طاری تھا ملاجی کے علاوہ چار آدمی عیسائی قبرستان میں داخل ہوئے یہ اقدام انتہائی خطرناک لیکن اسلامی ہمدردی کے جوش میں خطرے کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا ملاجی کی رہنمائی میں چاروں آدمی قبر تک پہنچے سنگ مرمر کی سل ہٹائی اور قبر میں اتر کر تابوت کو باہر نکالا۔

جونہی لاش نکالنے کیلئے تابوت کا تختہ کھولا، ملاجی کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی لوگ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگے بڑی مشکل سے حواس پر قابو پانے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ لاش بدل گئی ہے۔ ہم لوگوں نے غلطی سے دوسری قبر کا تابوت نکال لیا ہے یہ لاش کسی اور کی ہے لیکن ملاجی نے دوبارہ جو غور سے دیکھا تو قبر کا نشان وہی تھا جیسے دن کے وقت دیکھ گئے تھے قبر کا نیا پن ہی بتا رہا تھا کہ یہ بالکل تازہ قبر ہے اب یہ گتھی کسی سے نہیں سلجھ رہی تھی کہ کمشنر صاحب کی بیٹی کے تابوت میں دوسرے کی لاش کیسے آگئی اور خود اس کی لاش کہاں چلی گئی۔

صورت حال کی تفتیش کیلئے چاروں آدمی لاش کی طرف بڑھے اور جھک کر دیکھ ہی رہے تھے کہ ان میں سے شخص بے ساختہ چیخ پڑا، یہ لاش تو بارہ بنکی کے مرزا جی کی ہے، میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔

اس واقعہ سے ان لوگوں پر دل ہلا دینے والی ایک عجیب حیرت طاری ہوگئی دہشت سے کانپنے لگے اور فوراً ہی تابوت کا منہ بند کر کے اسے قبر میں اتارا اور اوپر سے سنگ مرمر کی سل رکھ کر تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئے۔ گھر پہنچ کر سب پر سکتہ طاری رہا کئی گھنٹے کے بعد حواس بحال ہوئے تو ملاجی نے کہا کہ عالم برزخ کے یہ تصرفات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مشیت الٰہی کے راز کو سمجھنا اپنے بس کی بات نہیں لیکن اتنی بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ جب کمشنر صاحب کی بیٹی کی قبر میں بارہ بنکی کے مرزا جی کی لاش ہے تو یقیناً مرزا جی کی قبر میں کمشنر کی بیٹی کی لاش ہوگی۔

لوگوں نے کہا کہ یہ بات قرین قیاس ضرور ہے لیکن بہتر ہوگا کہ ہم لوگ حقیقت کا سراغ لگانے کیلئے بارہ بنکی چلے چلیں اور مرزاجی کی قبر کھود کر دیکھیں۔

یہ بات طے کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ بستر پر پہنچنے کے بعد ہر شخص کے ذہن میں یہی عجیب وغریب واقعہ گھوم رہا تھا۔ دوسرے دن ملاجی اپنے چاروں دوستوں کے ہمراہ بارہ بنکی پہنچ گئے۔ سیدھے مرزاجی کی کوٹھی کا رُخ کیا دروازے پر آدمیوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ دریافت کرنے پر پتا چلا کہ پرسوں مرزاجی کا انتقال ہوگیا آج ان کا تیجہ ہے۔ اظہار افسوس اور رسم تعزیت ادا کرنے کے بعد یہ لوگ بھی ایصال ثواب کی مجلس میں شریک ہوگئے فارغ ہونے کے بعد خواہش ظاہر کی کہ ہمیں قبر تک پہنچا دیا جائے تا کہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر کم از کم حق دوستی تو ادا کریں۔ ایک شخص کی رہنمائی میں قبرستان پہنچ کر فاتحہ پڑھی اور قبر کا نشان اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر کے اپنے قیام گاہ پر واپس لوٹ آئے سارا دن مرزاجی کے حالات معلوم کرتے رہے۔ پتا چلا کہ وہ اس علاقے کے چھوٹے موٹے نواب تھے انگریزی تہذیب کے دلدادہ اور انگریزی تمدن میں غرق تھے۔ شام کے وقت کھانے سے فارغ ہو کر اُس وقت کا انتظار کرنے لگے جب کہ سارے شہر پر نیند کا سناٹا طاری ہو جائے خدا خدا کر کے جب آدھی سے زیادہ رات ڈھل گئی تو پانچوں آدمی اٹھے اور دبے پاؤں قبرستان کی طرف چل پڑے خطرناک اقدام کی دہشت سے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی لیکن حقیقت حال کی جستجو میں آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ قبرستان میں داخل ہو گئے اپنے حافظے کی رہنمائی میں مرزاجی کی قبر تک پہنچ گئے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کی، کافی دیر کے بعد تختہ نظر آیا اب ہمت کر کے دو شخص قبر میں اترے اور ایک ایک کر کے تختہ ہٹایا اب سفید رنگ کا کفن سامنے نظر آ رہا تھا کافی جدوجہد کے بعد بھی کفن کھولنے کی ہمت جواب دے چکی تھی ہر شخص اپنی جگہ پر سہما جا رہا تھا کہ معلوم نہیں کفن کا منہ کھولنے کے بعد کیا نقشہ نظر آئے کافی جرأت سے کام لے کر ایک شخص نے پائینتی کے تختے پر کھڑے ہو کر چہرے پر سے کفن کا نقاب الٹ دیا جونہی چہرے پر نظر پڑی دہشت سے لوگوں کا خون سوکھ گیا مرزاجی کی لاش کے بجائے قبر میں ایک عرب کی لاش پڑی تھی ڈیل ڈول اور چہرے بشرے سے وہ عربی معلوم ہو رہا تھا یہ منظر دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے جلدی جلدی کفن کو درست کیا اور تختے لگائے اور مٹی برابر کر کے قبرستان سے باہر نکل آئے مارے حیرت سے سانس پھول رہی تھی قیام گاہ پر پہنچ کر ایک ہولناک سکتے کی کیفیت سب پر طاری تھی قدرت کا یہ عجیب وغریب تماشہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر کمشنر کی بیٹی کی لاش کہاں غائب ہوگئی۔

نیند کچھ زیادہ گہری نہیں تھی صرف پلک جھپکی تھی کہ ملاجی نے ایک نہایت حسین و دلکش خواب دیکھا وہی کمشنر کی بیٹی حوران خلد کے جھرمٹ میں سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے قریب آ کر اس نے سلام کیا عالم برزخ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے اس نے کہا میری روح عالم بالا کی طرف لائی گئی تو رحمتِ الٰہی نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے کفن کا تار تار بارش نور میں بھیگ گیا۔ میرے گمان سے زیادہ رحمتِ الٰہی نے میری توقیر و اعزاز کا اہتمام فرمایا حوران خلد نے مجھے چشمہ نور میں غوطہ دیا اور میں نکھر گئی۔ میرے حسن کی چاندنی جنت کے میدانوں میں ہر طرف بکھر گئی میں دیکھ رہی ہوں کہ عالم برزخ میں ہر طرف شوکت محمدی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں سارے انبیاء اور مرسلین ان کے دربار کے نازمند حاضر باش ہیں۔ جب میری روح ان کی بارگاہ میں لائی گئی تو تجلیات کی تیز بارش سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں ان کی نازبردار رحمتوں نے میری ہستی کا فروغ بڑھا دیا حکم ہوا کہ میری لاش طیبہ کی سرزمین پر منتقل کر دی جائے اس خطہ اقدس میں جہاں اسّی ہزار عاشقان جمال آسودہ خاک ہیں جس دن میری لاش عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کی گئی تھی اسی دن تین لاشیں اپنی اپنی قبروں سے منتقل کی گئیں۔

مدینے میں ایک عرب سوداگر جسے ہندوستان بے حد پسند تھا عرصہ قدیم سے اس کی آرزو تھی کہ وہ یہاں بود باش اختیار کرے جب وہ مر گیا اور لوگوں نے اس کی لاش کو جنت البقیع میں دفن کیا تو عالم برزخ کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ مدینہ میں رہ کر ہندوستان میں سکونت اختیار کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مدینے کی زمین اس کی نگاہ میں عزیز نہیں تھی اس لئے اس کی لاش کو ہندوستان منتقل کر دیا جائے اسے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں دوسری لاش بارہ بنکی کے مرزا جی کی تھیں عیسائیوں کے ساتھ غایت درجہ اُلفت رکھنے کی وجہ سے وہ زندگی بھر انگلستان جانے کی تمنا میں مرتے رہے بھول کر بھی انہیں دیار عرب کا خیال نہیں آیا جب اس کی لاش دفن کی گئی تو حکم ہوا کہ اسلام سے بیگانہ ہو کر اس نے جس عیسائی قوم کے ساتھ گزارے ہیں اسے اسی قوم کے قبرستان میں منتقل کر دیا جائے اموات المسلمین کے ساتھ اسے ہرگز نہ رکھا جا سکتا اپنا سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے فاطمہ نے خواب ہی میں کہا کہ فرمان غیب کے مطابق مدینے کے احاطہ نور سے عرب کی لاش بارہ بنکی کے قبرستان میں منتقل کی گئی اور اس کی خالی شدہ قبر میں لکھنو سے میری لاش پہنچا دی گئی اور مرزا جی کی لاش کو عیسائیوں کے قبرستان میں میری جگہ منتقل کر دیا گیا۔

فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے واقعات پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں موت کے بعد انسان کا اعتقاد اور عمل کا اثر اس کی برزخی زندگی پر یقیناً پڑتا ہے یہاں پر ہر آن اسی طرح کے مناظر گزر رہے ہیں میں واضح طور پر محسوس کر رہی ہوں کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں ہے جو عشق رسول کو ہے میری روحانی آسائش و تکریم کی ساری ارجمند عشق رسول کا ہی صدقہ ہے یہ حقیقت ہے کہ رحمت و کرم کی تسخیر کیلئے اس سے زیادہ زود اثر نسخہ بنی نوع انسان کو اب تک میسر نہ آسکا کاش خاکدان گیتی کے رہنے والے اس راز کو سمجھ سکیں اتنا کہنے کے بعد فاطمہ کی روح نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ملاجی کی آنکھ کھلی تو ان پر ایک رقت انگیز کیفیت طاری تھی بار بار وہ سینہ پیٹتے تھے کہ ہائے میں نے فاطمہ کی قدر نہیں پہچانی۔

اس خواب نے غفلت کا سارا خمار اتار دیا جس نے سنا دم بخود ہو کے رہ گیا برزخ کے حالات پر لوگوں کا یقین تازہ ہوگیا قبر کے بھیانک انجام سے لوگ ڈرنے لگے تھے کہ ان پانچوں آدمیوں پر چشم دید واقعات کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان سب کی زندگی اچانک بدل گئی کہ وہ ترک دنیا کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ بقلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آخری گزارش

نیک خاتون کیلئے فقیر کی یہ چند سطور کافی ہیں خواتین کے سربراہان بھی اگر خوف خدا دل میں رکھتے ہیں تو اپنی عزت وعظمت کو بھی بچائیں اور خدا خوفی کا عملی مظاہرہ فرمائیں ورنہ ہمارا کام تھا عرض کرنا آگے اختیار بدست مختار۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

ذیقعد ۱۴۲۳ھ بروز بدھ